صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قصیدہ
بنام خیر الانام
قمر اجنالوی

بنامِ خیر الانام

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قمر اجنالوی کا تاریخی قصیدہ

ناشر : محمّد علی قریشی

مطبع : معراج دین پرنٹرز، لاہور

تعداد : ایک ہزار

قیمت : ۷۵/۰۰ روپے

بار اوّل : ۱۹۹۰ء

مکتبۃ القریش چوک اردو بازار لاہور

ترتیب

تحریر و تصویر

نعتیہ قصیدہ ۴۱

ماہِ صیام ۹۹

بابِ تحسین ۱۳۳

تحریر و تصویر

۱۹۴۵ء کی اُس تاریخی رات کے نام
جس کی فردوسی ساعتوں میں مجھ تہی عمل کو
سرورِ کائنات، فخرالاوّلین والآخرین
حضرت محمدّ عربی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی
زیارت نصیب ہوئی۔

اے کاش! وہ رات پھر آسکے

غیر منقوط

لکھی ہے مدحِ سرکارِ دو عالم
کلی دل کی ہوا سے کھل گئی ہے
سحر طالع ہوئی دورِ عمل کی
محمدؐ کی گدائی مل گئی ہے

○

گزارشِ احوال

اِس قصیدے کے بارے میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مَیں نے جو کچھ لکھا وہ نہ صرف میرے جذبات کی ترجمانی کرتا بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ مجھے حضور نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں اُن کی امّت کا احوالِ واقعی بیان کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ مجھ سے پہلے مولانا حالیؔ اور علامہ اقبالؔ جیسے قومی شاعر مسلمانوں کی حالتِ زار کا مرثیہ لکھ چکے ہیں مگر میرے نزدیک صورتِ حال کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اُمّت کی زبوں حالی کا یہ نقشہ مخبرِ صادق صلعم نے چودہ سو سال قبل ایک پیشگوئی کی صورت میں، بیان فرما دیا تھا۔

یہ حدیث کافی طویل ہے جس میں اُمّت کی بدحالی، نکبت اور خواری کی خبر دی گئی تھی۔ حضورؐ نے جو کچھ فرمایا، وہ اُسی طرح پُورا ہُوا مگر جس طرح اللہ تعالےٰ وقت اور زمانے اور قوموں کے حالات تبدیل کرتا ہے اسی طرح زوال و ادبار کے بعد اُمّتِ مسلمہ کے لیے نشأۃِ ثانیہ (دوسری پیدائش) کی اطلاع بھی دی گئی تھی۔ یہی وہ اہم موڑ یا دَورِ ثانی ہے، جس کے ساتھ ہماری ساری امیدیں وابستہ ہیں اور جسے علمائ اور مفسرین نے سُورۂ جُمعہ کی اس آیت سے منسلک کیا ہے کہ وَآخَرِینَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیزُ الْحَکِیمُ

کسی قوم کے معاشرتی حالات اُس کے افراد کی خرابی کے باعث بگڑتے ہیں لیکن خرابی کو دُور کرنے اور گزری عظمتوں کی بازیابی کے لیے قوم کو "دوسری پیدائش" کے کٹھن مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے جس کے ساتھ روحانی اور معاشرتی تبدیلی کا عمل شروع ہوتا ہے۔ قانونِ قدرت کے مطابق اُمّتِ مُسلمہ بھی تبدیلی کے اس عمل سے گزرے بغیر دَورِ ثانی میں داخل نہیں ہوسکتی۔

محترم احمد ندیم قاسمی صاحب نے دُرست کہا ہے کہ بعض مقامات پر الفاظ میں میرے آنسُو صاف جھلکتے نظر آتے ہیں، دراصل قصیدہ لکھتے اور اُمّت کی زبوں حالی کا ذکر کرتے وقت میرے آنسُو خود بہ خود جاری ہو جاتے تھے اور دِل میں سوز و گداز کی جو کیفیت پیدا ہوتی تھی وہ الفاظ میں ڈھلتی جاتی

تھی۔ معاملے کی یہ صورت بیان کرنے کے بعد میں جناب احمد ندیم قاسمی، جناب قتیل شفائی، جناب ڈاکٹر سیّد عبادت بریلوی، جناب ڈاکٹر عبدالسّلام خورشید، مولانا اخگر سرحدی، ماہرِ تعلیم پروفیسر غلام جیلانی اصغر، پروفیسر شیخ محمّد اقبال اور دوسرے تمام حضرات کا بے حد ممنون ہوں جنھوں نے نثر یا نظم کے ذریعے اس قصیدے کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مَیں جناب انوار قمر اور پروفیسر ہارون رشید تبسّم ایم اے کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہُوں جنھوں نے پنجاب اکادمی کے تحت لاہور میں اور انجمن ترقیٔ اُردو کے زیرِ اہتمام سرگودھا میں خصوصی تقریبات منعقد کیں جہاں مجھے قصیدہ "بنام خیرالانام" سنانے کا موقع مِلا۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ۱۹۸۳ء میں حضرت بابا بُلّھے شاہؒ (قصور) کے سالانہ عُرس اور ۱۹۸۴ء میں حضرت مَوج دریاؒ (لاہور) کے سالانہ عُرس پر جو مشاعرے ہوئے، نہ صرف اُن کی صدارت مجھے تفویض کی گئی بلکہ نعتیہ قصیدہ سُننے کے بعد میری دستار بندی بھی ہُوئی۔ علاوہ ازیں اکثر مشاعروں اور محفلوں میں مُجھ سے قصیدہ "بنامِ خیرُالانامؐ" پڑھنے کی فرمائش ہوتی رہی ہے۔ کیوں کہ ادَبی، سماجی اور دینی حلقوں میں اس قصیدے نے بڑی شہرت حاصل کر لی تھی۔ مَیں نے جب اور جہاں بھی یہ قصیدہ پڑھا حاضرین پر وجد و کیف کی عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی اور ایک دِل گُداز سا سماں پیدا ہوگیا۔ مجھے اُمید ہے قارئین اس قصیدے کو پڑھنے یا سُننے کے بعد مُصنّف کے حق میں دُعائے خیر کریں گے۔

مَیں آخر میں اپنے پیارے دوست فلمسٹار حبیب کا تہِ دِل سے ممنون ہُوں کہ اُنھوں نے لاہور میں تقریب کے انعقاد اور مہمانوں کی پذیرائی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اسی طرح میرے دوست سیّد بشیر احمد شاہ سابق ڈائریکٹر تعلقاتِ عامہ پنجاب (لاہور) بھی شکریے کے مستحق ہیں جنھوں نے مہمانوں کی آمد اور واپسی کے لیے ٹرانسپورٹ میں تعاون کیا۔

کتابت کی دُنیا میں جناب نذیر ہاشمی کا نام سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ اُنھوں نے "بنامِ خیرُالانام" کی کتابت پُوری فنّی پُختگی کے ساتھ کی ہے اور سلیم اختر صاحب نے اس کا سرورق بڑی محبت سے تیار کیا ہے۔ قصیدے کی طباعت و اشاعت کے لیے الحاج جناب عبدالحفیظ صاحب قریشی بھی تحسین کے مستحق ہیں۔

[signature] / جنالوی

ایک تاریخی تقریب

(رپورٹ ــــ اقبال راہی)

ہم کسی کام سے انوار قمر صاحب کے پاس پہنچے تو انھوں نے بتایا کہ آج سوز و گداز کی عجیب کیفیت دل میں لیے ہوئے ہوں۔ پتہ چلا کہ انھوں نے وہ قصیدہ سنا جو نامور صحافی، ممتاز شاعر و ادیب جناب قمر اجنالوی صاحب نے لکھا ہے۔ ہمارے دل میں بھی شوق پیدا ہُوا۔ انوار صاحب ہمارے ارادے بھانپ گئے اور قمر اجنالوی صاحب کے کمرے میں لے گئے۔ وہ اُس وقت قلم کے جوہر دکھا رہے تھے۔ ہمیں دیکھا تو مسکراہٹوں کے پھول بکھیرتے ہوئے محوِ گفتگو ہوئے۔ باتوں باتوں میں ہم نے قصیدے کی فرمائش کی تو اُن کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک عود کر آئی۔ چہرہ فرطِ عقیدت و مسرت سے نُور بار ہو گیا۔ دراز سے کاغذ نکالے اور پڑھنا شروع کیا۔ وہ قصیدہ پڑھ رہے تھے اور ہمیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی طاقت لہُو میں روشنی کے ذرّات داخل کر رہی ہے جب قصیدے کا اختتام ہُوا تو فرطِ جذبات سے ہم اتنے مغلوب ہوئے کہ کافی دیر تو کچھ بولا ہی نہیں گیا اور پھر ہم عقیدت و مسرت کے آنسوؤں کا نذرانۂ عقیدت پیش کر کے رخصت ہو گئے۔

چند روز بعد معلوم ہُوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس بے مثال قصیدہ "بنام خیر الانامؐ" کی تقریب کا اہتمام پنجاب اکادمی کر رہی ہے۔ یہ سعادت فلمسٹار حبیب صاحب نے اپنے ذمّہ لی کہ تقریب ان کی رہائش گاہ واقع جیل روڈ پر ہو گی۔ چنانچہ پہلے جمعرات ۲۵ ستمبر اور پھر ۲ اکتوبر کی تاریخ طے پائی۔

یہ تو تھی تقریب کی تمہید! اب ہم آپ کو حبیب صاحب کی کوٹھی پر لیے چلتے ہیں جہاں شاعر، ادیب، صحافی، دانشور، پروفیسر، وکلاء اور تقریباً ہر شعبۂ زندگی سے تعلّق رکھنے والے نامور افراد نبی اکرمؐ کا ذکرِ مبارک سُننے کے لیے کشاں کشاں چلے آرہے ہیں۔ کوٹھی کا خوبصورت باغیچہ کرسیوں اور صوفے سیٹ سے آراستہ ہے۔ گلاب اور چنبیلی کی بھینی بھینی خوشبو دل و دماغ کو معطّر

کر رہی ہے۔ دروازے پر حبیب صاحب دلنواز مسکراہٹ سے شعراء اور دیگر مہمانوں کا استقبال کر رہے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورا باغ حاضرین کی لپیٹ میں آگیا۔

تقریباً پونے سات بجے جناب انوار قمر نے سٹیج سیکرٹری کے طور پر مائیک سنبھالا۔ اور اپنے مخصوص لہجے میں تقریب کے صدر ملک کے نامور شاعر و ادیب جناب احمد ندیم قاسمی کو کرسئ صدارت پر فائز ہونے کی دعوت دی۔ پھر مہمانِ خصوصی ڈاکٹر عبادت بریلوی صاحب اور جناب قمر اجنالوی کو بھی ان کے ساتھ تشریف رکھنے کے لیے کہا اور تلاوتِ کلام پاک کے لیے جناب حافظ شورش دہلوی سے گزارش کی گئی۔

تقریب کا آغاز فلمسٹار حبیب صاحب کے ابتدائی کلمات سے ہوا۔ انہوں نے کہا قمر اجنالوی صاحب سے میرے بڑے پُرانے تعلقات ہیں۔ وہ نہایت مخلص انسان اور بڑے اچھے شاعر ہیں۔ آج میرا سر فخر سے بلند ہے کہ اِس پاکیزہ تقریب کے لیے میرے غریب خانہ کو منتخب کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا میری دعا ہے کہ جناب قمر اجنالوی صاحب ایسے نعتیہ قصائد لکھتے رہیں اور مَیں اِس قسم کی پاکیزہ تقریبات کی سعادت حاصل کرتا رہوں۔

اِس مختصر خطاب کے بعد قمر اجنالوی صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ہمیں پُکارا گیا۔ صرف دو شعر پیشِ خدمت ہیں۔

ہے تجلّی کی حدوں میں تیرا تابندہ شعور
عزم کا ہمّت کا مینارہ، تیری طبعِ غیور
ہیں تیری بیدار نظریں وقت کی رفتار پر
چاک کرتی ہے ستاروں کی قبا تیری نظر

ہمارے بعد جناب انوار قمر نے خطاب شروع کیا۔ انہوں نے نہایت مختصر مگر جامع انداز سے نعتیہ قصائد کا ذکر کیا۔ عربی اور فارسی کے مشہور قصیدوں کا جائزہ پیش کرتے ہوئے کہا قمر اجنالوی صاحب کا قصیدہ بے شمار خوبیوں کا حامل ہے کہ انہوں نے ادب و احترام کے ساتھ نذرانۂ عقیدت

پیش کیا ہے۔ انوار قمر صاحب نے قمر اجنالوی کی شاعری، ناول نگاری اور صحافیانہ مہارت کا ذکر کرتے ہوئے ان کے متعلق مشاہیر، شعرا ادبا کی آرا کے اقتباسات بھی پیش کیے۔

ان کے بعد معروف شاعر جناب اقبال سرہندی نے دو قطعات پڑھے جن میں قمر اجنالوی صاحب کی شاعری، انسانی خوبیوں اور ملنساری کا ذکر نہایت خوبصورت انداز میں موجود تھا۔ ملاحظہ فرمایئے۔

زُبانِ شعر بھی نطقِ سخن بھی
اَدب کے باب میں حسنِ سخن بھی
قمر اجنالوی کی خوبیوں میں
ہے شامل مدحتِ شاہِ زمنؐ بھی

پھر خواجہ غلام جیلانی باصرا اسٹیج پر تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے مقالہ میں کہا کہ قمر اجنالوی صاحب کا کلام عصرِ حاضر کی بدلی ہوئی اقدار سے مکمل ہم آہنگ ہے۔ یہ جو کلام آپ سنیں گے ان کی شاعرانہ عظمت کا کمال ہے۔ انہوں نے رسولِ کریمؐ کے حضور گذارشات پیش کر کے اسے نعت کا جامہ پہنایا ہے۔ پوری نعت روشن ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کی زبوں حالی پر اپنے پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا ہے۔ قصیدہ "بنام خیر الانامؐ" میں لطیف اور نادر استعارے موجود ہیں۔ قمر صاحب نے اِس موضوع کو جس سوز و گداز سے پیش کیا ہے وہ بہت کم لوگوں کے حصے میں آیا ہے۔

خواجہ صاحب کے اِس پُر مغز مقالے کے بعد معروف شاعر جناب شریف شیوہ نے قمر اجنالوی کو یوں نذرانہ پیش کیا ؎

تُو ماہتابِ نثر بھی مہرِ سخن بھی ہے
یارانِ اہلِ فن کے لیے میرِ فن بھی ہے

ڈاکٹر عبد السلام خورشید صاحب کسی خاص مصروفیت کی بنا پر تشریف نہیں لا سکے تھے۔

انہوں نے محبّت و عقیدت سے لبریز مقالہ ارسال فرمایا۔ یہ مقالہ عثمان عرفانی صاحب نے پڑھ کر سُنایا۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا:

" مَیں نے بڑی خوبصورت نعتیں پڑھی ہیں لیکن" بنام خیر الانامؐ "نے طبیعت پر جو سحر طاری کیا وہ ایک نیا مشاہدہ ہے۔ اِس تخلیق کی کامیابی کا بنیادی سبب عشقِ رسولؐ کی فراوانی ہے۔ علاوہ ازیں زبان میں بلا کی دسترس، فنِ شعر پر پورا عبور، روانی اور بے ساختگی، تاریخِ اسلام سے آگہی، عالمی حالات سے آشنائی اور دورِ حاضر کے معاشی تقاضوں کا شعور۔ یہ وہ عناصر ہیں جنہوں نے اِس تخلیق کو دنیائے ادب میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کرنے میں مدد دی ہے۔"

مہمانِ خصوصی ڈاکٹر عبادت بریلوی نے کہا کہ قمر اجنالوی صاحب کے قصیدہ سے متعلق ان کے تاثرات بھی وہی ہیں جو ڈاکٹر عبدالسّلام خورشید کے ہیں۔ انھوں نے بجا طور پر لکھا ہے کہ اِس سے پیشتر کسی انسانی تحریر نے اتنا کیف و سُرور نہیں بخشا۔ انھوں نے کہا قمر اجنالوی کا نعتیہ قصیدہ حالؔی کی "مسدّس" اور اقبالؔ کے "شکوہ" کے بعد اُردو شاعری میں ایک منفرد تخلیق ہے۔ نبی اکرمؐ کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے شاعر نے بڑے خوبصورت انداز سے چودہ سو سال کی تاریخ بیان کر دی ہے۔ جس میں مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ، ان کے کارہائے نمایاں اور موجودہ حالتِ زار بیان کرتے ہوئے بڑی دلسوزی کے ساتھ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مدد کی درخواست کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے بعد قصیدہ" بنام خیر الانامؐ "کے خالق جناب قمر اجنالوی صاحب سے اپنا نعتیہ قصیدہ سُنانے کی فرمائش کی گئی۔ قمر اجنالوی صاحب مائیک پر آئے اور قصیدہ پڑھنا شروع کیا۔ ہر شعر پر داد و تحسین کا وہ شور بلند ہُوا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ جب قصیدہ درمیان تک پہنچا تو قمر اجنالوی پسینے سے شرابور ہو چکے تھے۔ یوں لگتا تھا جذبات کی لہریں ان کے رگ و پے میں رقص کر رہی ہیں۔ ان کا چہرہ فرطِ عقیدت سے جگمگا رہا تھا۔ حاضرین نے کئی بند دوبارہ پڑھوائے قصیدہ جب اختتام کو پہنچا تو قمر صاحب عشقِ رسولؐ کے آنسو پونچھتے ہوئے اپنی نشست پر جا بیٹھے۔

محفل میں شریک بیشتر افراد کی آنکھیں نمناک ہو چکی تھیں۔

آخر میں اِس تقریب کے صدر پاک و ہند کے ممتاز شاعر و ادیب جناب احمد ندیم قاسمی نے خطبۂ صدارت پڑھا۔ لہجے کی شگفتگی، اندازِ بیان کا لوچ، سامعین کو مسحور کیے دے رہا تھا۔ انھوں نے بڑی تفصیل سے قصیدے کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور قمر اجنالوی صاحب کے دُعائیہ بندوں کے ساتھ خود بھی دعا میں شریک ہوئے "رحمۃ للعالمینؐ" اپنے غلاموں پر نظرِ کرم فرمائیں۔

قاسمی صاحب کے وجد آفرین خطبۂ صدارت کے بعد اسٹیج سیکرٹری انوار قمر صاحب نے صدرِ محترم، مہمانِ خصوصی میزبان حبیب صاحب اور تمام شرکائے محفل کا بڑے خوبصورت انداز میں شکریہ ادا کیا۔ اِس کے ساتھ ہی انہوں نے کھانے کی دعوت دی۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حبیب صاحب نے ہر شخص کو بڑی محبت کے ساتھ رخصت کیا یہ ایک ایسی یادگار محفل تھی جس کی مثال گزشتہ کئی سال کی ادبی تقریبات کے حوالے سے نہیں دی جاسکتی اور یقین ہے کہ اِس کا کیف و سرُور ایک عرصہ تک قائم رہے گا۔

ذکرِ حضورؐ

ہر حکم ترا صورتِ خورشید عَلَم ہے

ہر بات تری لوحِ زمانہ پہ رقم ہے

کوثر سے لبِ خامہ کو دھو لوں تو کروں ذکر

حقّا کہ ترا ذکر ہی معراجِ قلم ہے

○

جبینِ ماہ شرمائی تھی اُس خندہ جبینی پر

ملائک نے کہی تھی مرحبا وصفِ امینی پر

اُسی کے فیض سے روشن ہُوئے قلب و نظر اپنے

قمرؔ ایمان ہے حضرتؐ کی ختم المرسلینی پر

قمرؔ اجنالوی پنجاب اکادمی لاہور کے زیرِ اہتمام منعقدہ تقریب میں اپنا مشہور قصیدہ "بنامِ خیر الانامؐ" سُنا رہے ہیں۔ عقب میں انوار قمر سیکرٹری تقریب بیٹھے ہیں۔

جنابِ قمر اجنالوی اپنا نعتیہ قصیدہ سُنا رہے ہیں۔ صوفے پر بیٹھے ہوئے تقریب کے صدر حضرت احمد ندیم قاسمی اور مہمانِ خصوصی ڈاکٹر سیّد عبادت بریلوی بڑی محویت سے قصیدہ سُن رہے ہیں۔
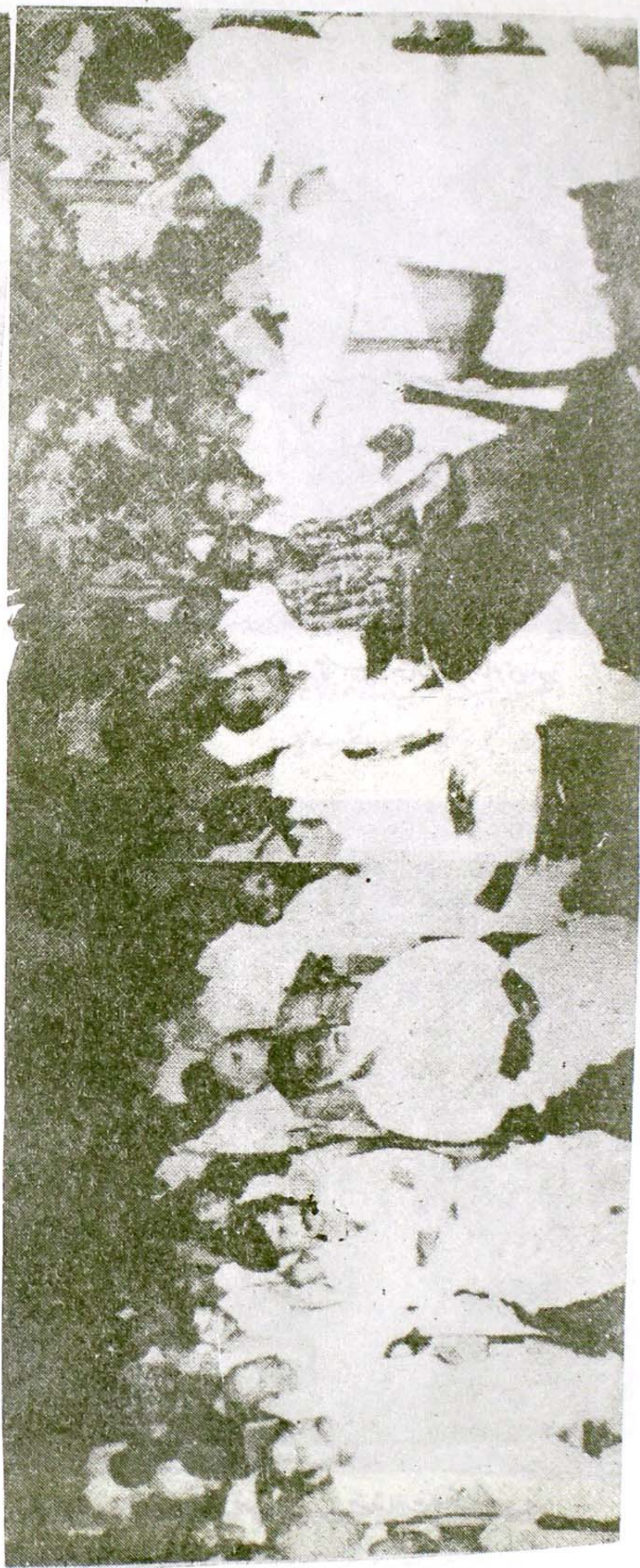
تقریب کا ایک اور منظر جناب قمر اجنالوی قصیدہ اور حضرت احمد ندیم قاسمی صداراتی خطبہ پڑھ رہے ہیں۔

(فوٹو بشکریہ روزنامہ "وفاق" لاہور بابت ۵۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

فلمسٹار حبیب، جنابِ قتیل شفائی، ڈاکٹر عبادت بریلوی، حضرت احمد ندیم قاسمی، جنابِ قمر اجنالوی اور جناب انوار قمر صاحب تلاوتِ قرآن سُن رہے ہیں۔
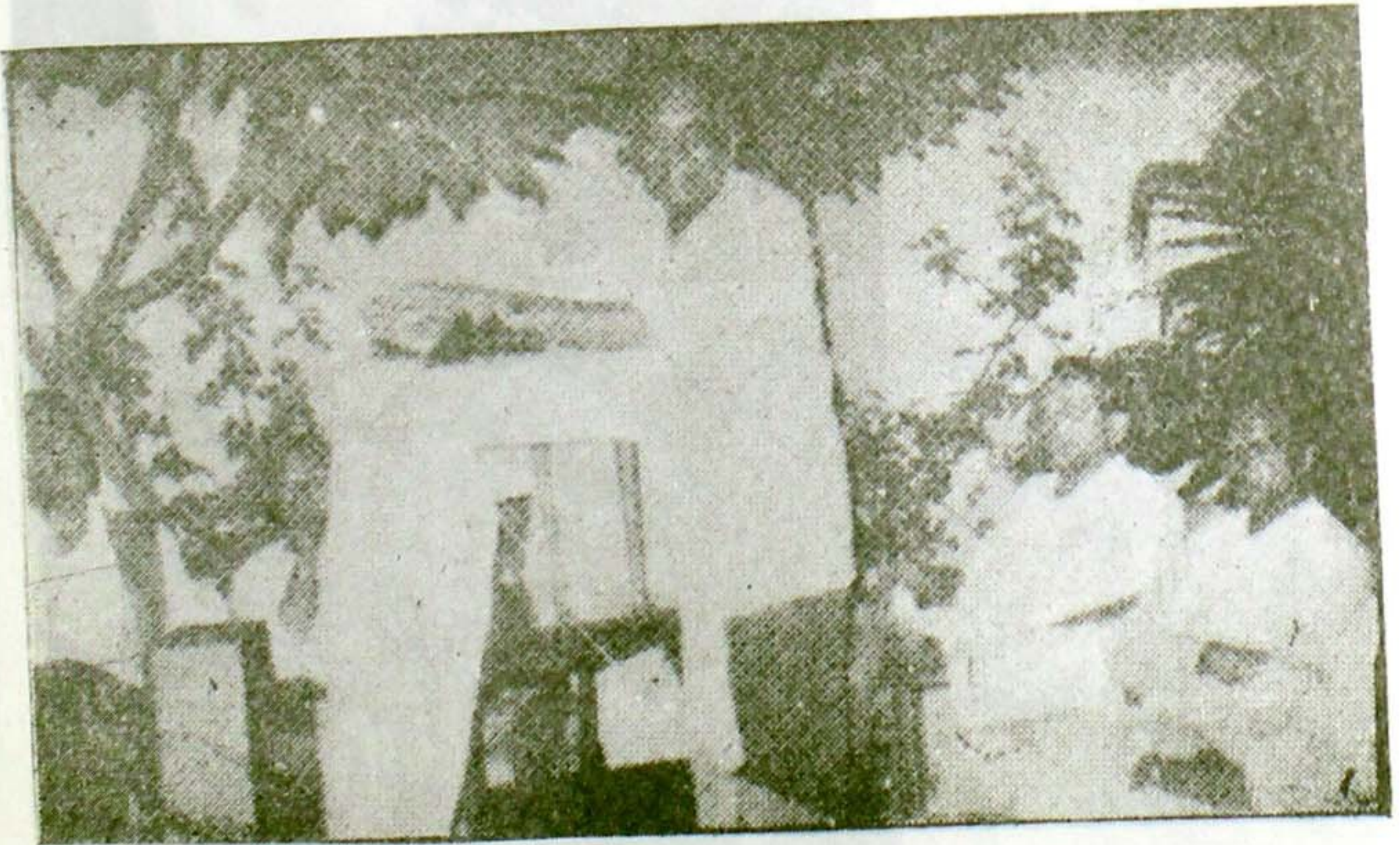
ڈاکٹر سیّد عبادت بریلوی ایم اے پی ایچ ڈی قمرؔ صاحب کے نعتیہ قصیدے پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ (فوٹو بشکریہ روزنامہ "مغربی پاکستان" بابت ۱۰۔اکتوبر ۱۹۸۰ء)

فلمسٹار حبیب تقریب کے مہمانوں کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ اُن کے دائیں جانب جناب جاذب سہیل اور بائیں طرف انجم یوسفی صاحب کھڑے ہیں۔

حضرت میراں محمد شاہ عرف موج دریا بخاری کے سالانہ عرس لاہور میں صدر مشاعرہ جناب قمر اجنالوی اپنا مشہور نعتیہ قصیدہ "بنامِ خیر الانام ؐ" سنا رہے ہیں۔ دائیں بائیں مشاعرہ کے منتظمین حضرات۔ (فوٹو بشکریہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور بابت ۱۵ فروری ۱۹۸۳ء)

جنابِ قمرؔ اجنالوی پریس کلب سرگودھا میں اپنا کلام سُنا رہے ہیں۔
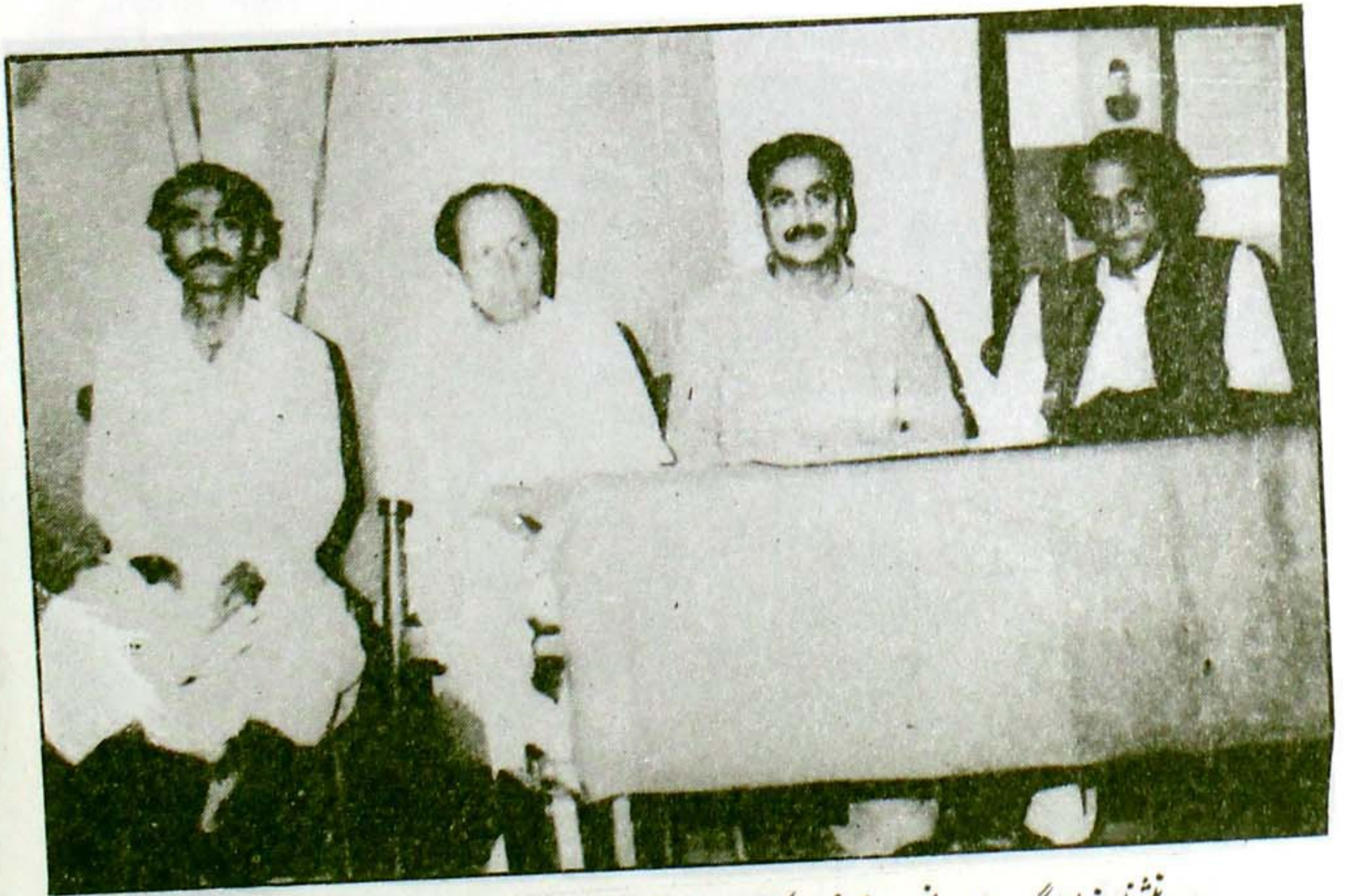
نیشنل سنٹر سرگودھا میں انجمن ترقیٔ اُردو کے زیرِ اہتمام "بنامِ خیرالانام ؐ" کی باوقار تقریب جنابِ قمرؔ اجنالوی صاحبِ تقریب ۔جناب حاجی محمد اکرم صاحب (اسسٹنٹ کمشنر) جناب قتیل شفائی مہمان خصوصی اور سیکرٹری تقریب جناب پروفیسر ہارون رشید تبسم ایم اے۔

دو شاعر ـــــ دو دوست
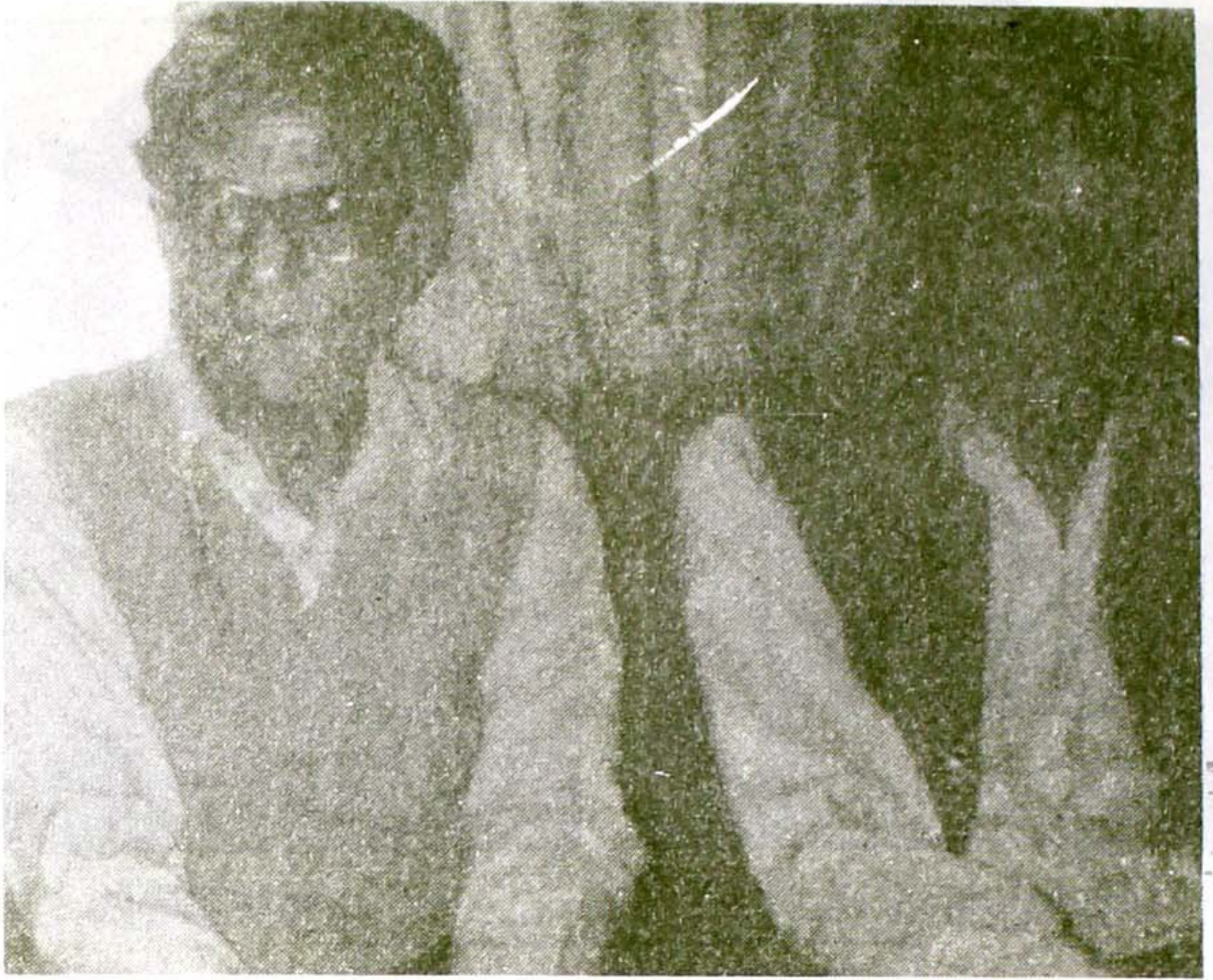
حضرت احمد ندیم قاسمی اور جنابِ قمر اجنالوی

جنابِ قتیل شفائی اور جنابِ قمر اجنالوی

جنابِ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید

محترمہ سلمیٰ رعنا، یونین پارک، سمن آباد لاہور

ماہرِ تعلیم جنابِ پروفیسر غلام جیلانی اصغر

جنابِ غلام جیلانی باصر

مولانا اخگر سرحدی
صدر انجمن ترقیٔ اُردو، سرگودھا

جنابِ انوار قمر
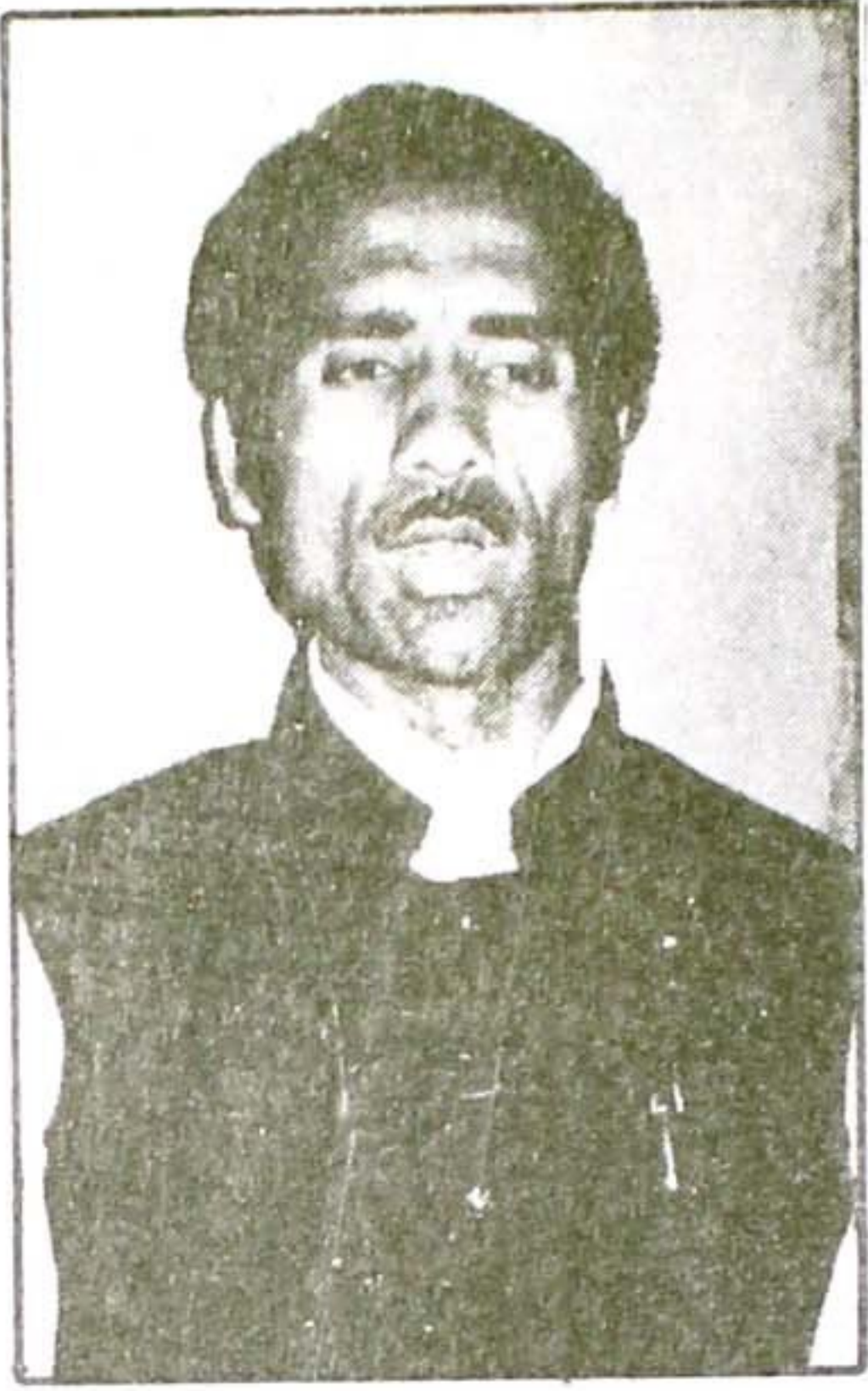
جنابِ اقبال راہی

جنابِ ڈاکٹر اقبال [illegible]
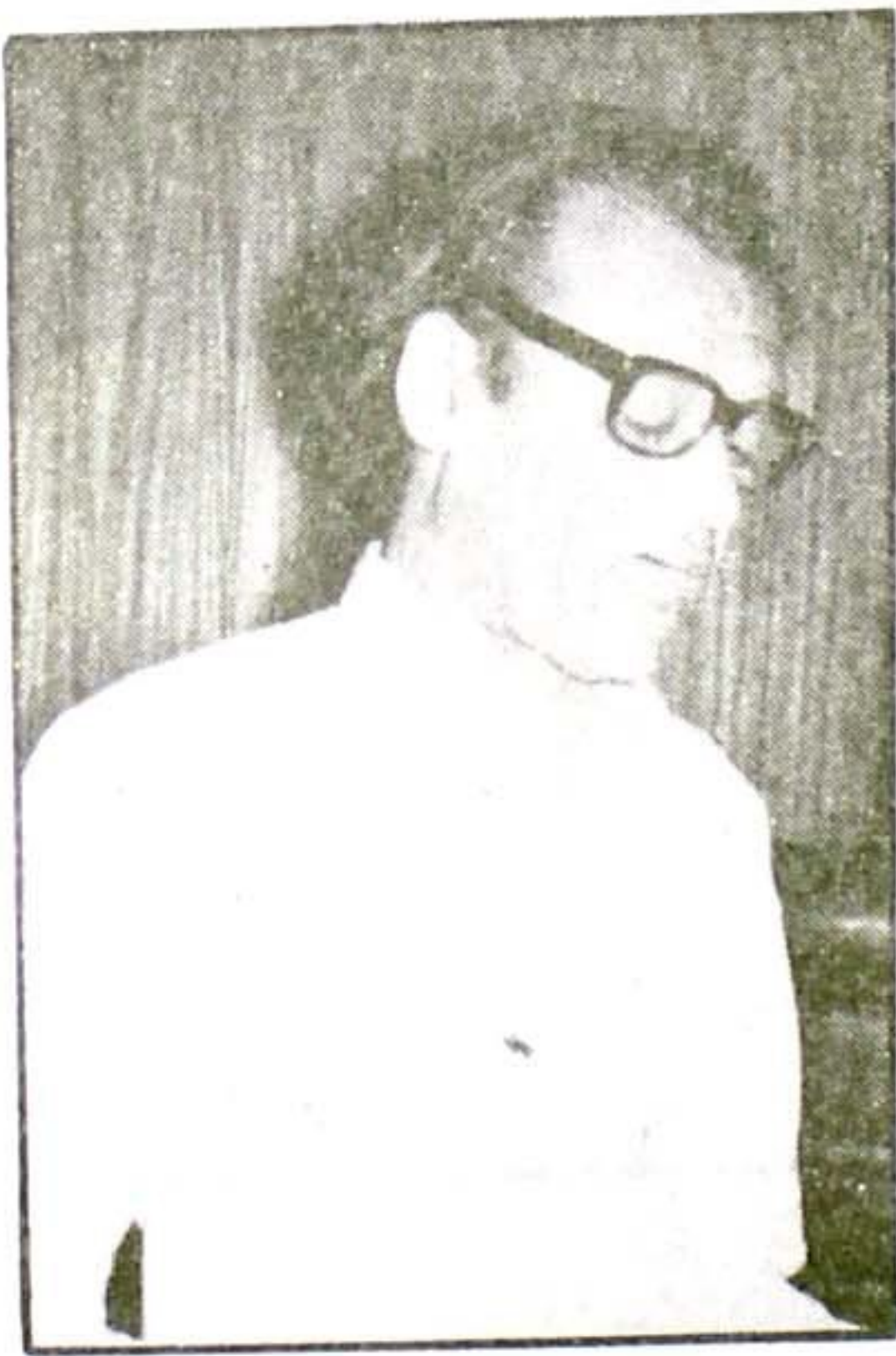
جنابِ عثمان عرفانی

۱۱- نومبر ۱۹۸۳ء پنجاب آرٹ سنٹر لاہور میں اظہر مرحوم کی برسی کی تقریب جنابِ قمر اجنالوی کی صدارت میں ہوئی۔
مہمانِ خصوصی جنابِ قتیل شفائی تھے۔ دوسری جانب اظہر مرحوم کے صاحبزادے۔
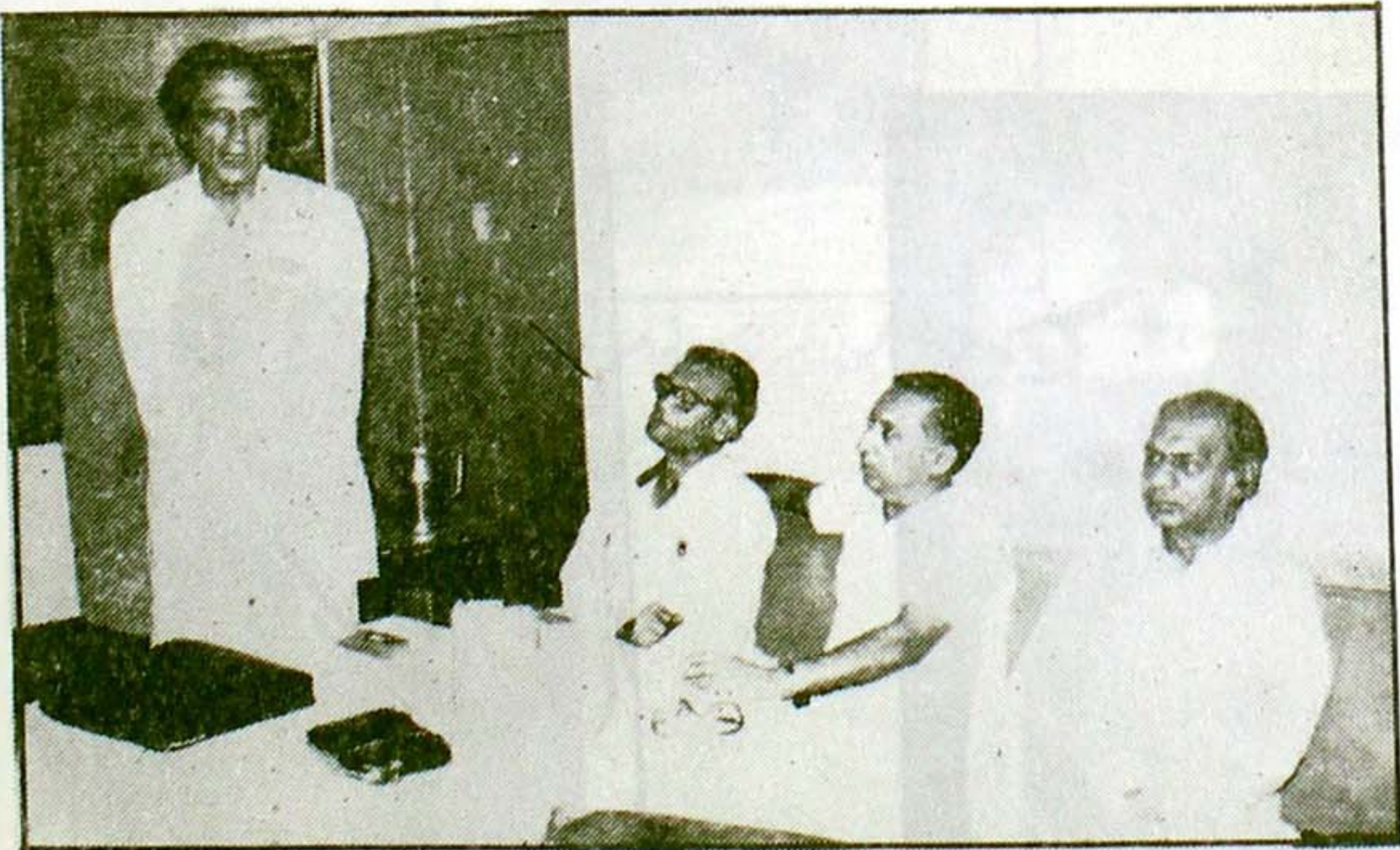
لاہور کی ایک تقریب میں جنابِ قمر اجنالوی اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ جناب اختر انصاری اکبر آبادی،
جنابِ شہزاد احمد اور جناب عثمان عرفانی صوفے پر بیٹھے ہیں۔
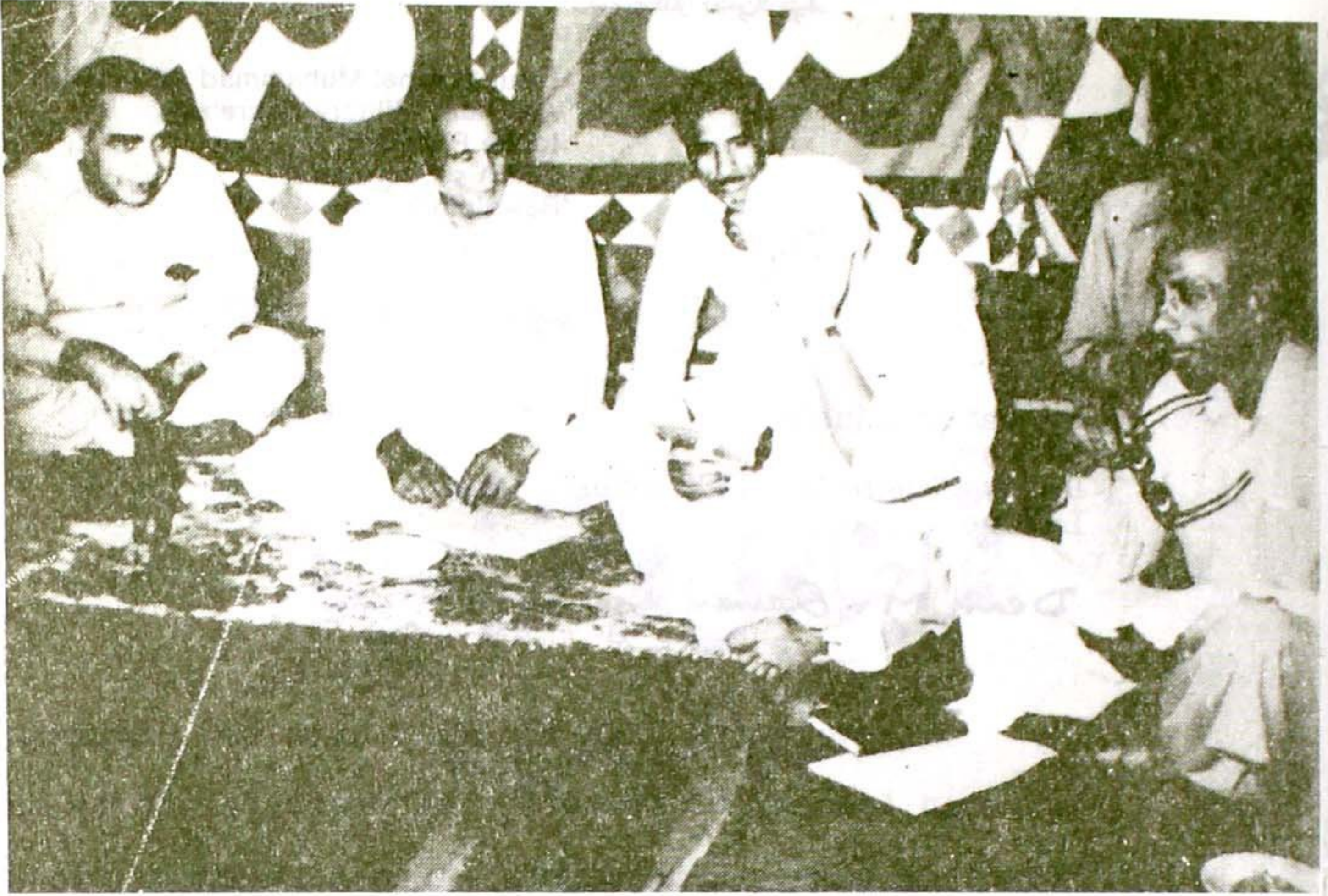
گوجرانوالہ میں جنابِ قمر آجنالوی ایک فرشی مشاعرے کی صدارت کر رہے ہیں۔ مہمانِ خصوصی جنابِ عارف عبدالمتین دائیں طرف اور جنابِ اقبال راہی سیکرٹری مشاعرہ بائیں جانب بیٹھے ہیں جب کہ جناب راسخ عرفانی اپنا کلام سنا رہے ہیں۔
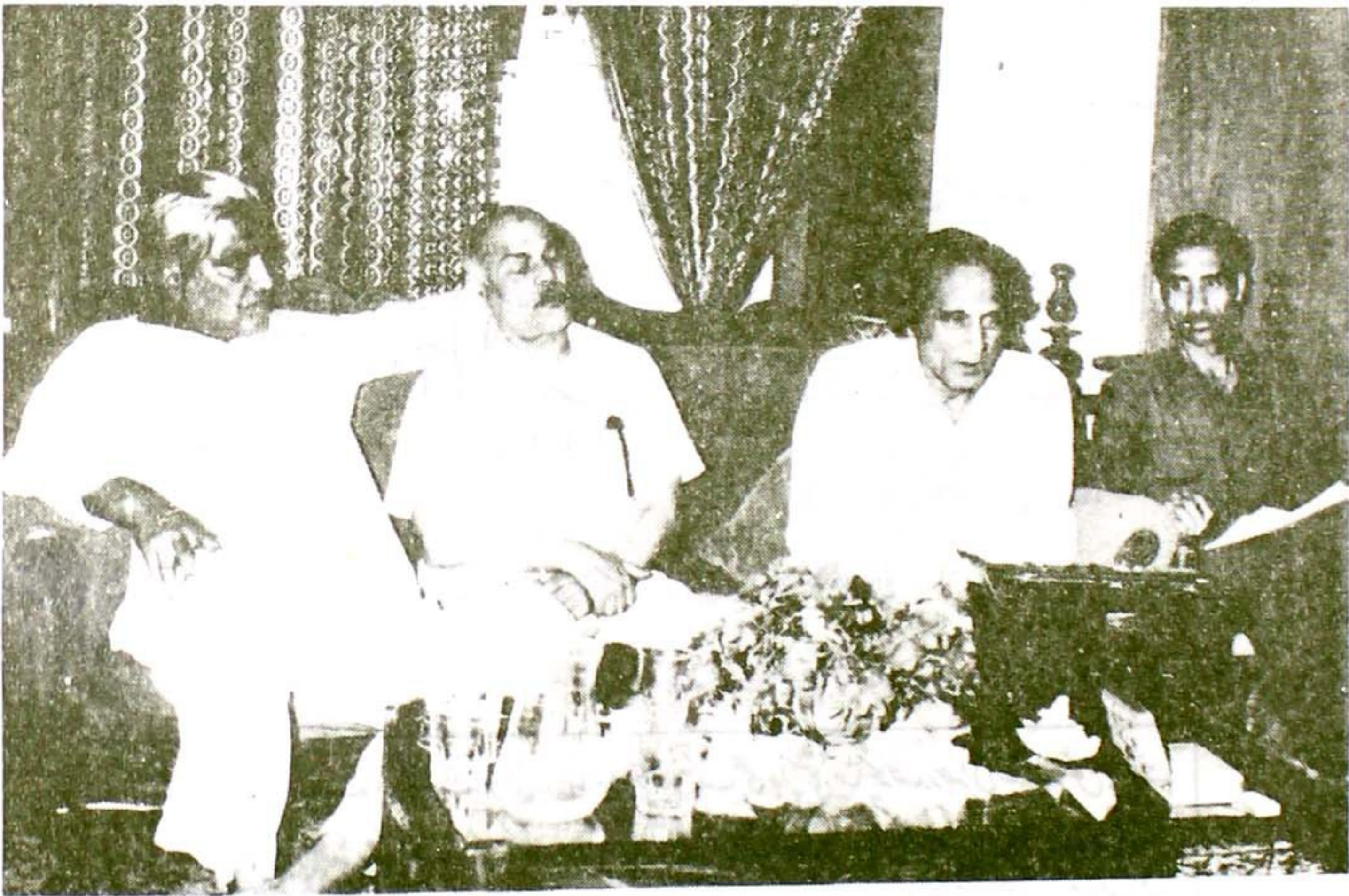
لاہور میں احسان دانش مرحوم کی یاد میں اجلاس جنابِ قمر اجنالوی اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ جنابِ مسیح الدین صدیقی اور جناب کلیم عثمانی بیٹھے ہیں۔ بائیں جانب جنابِ اقبال راہی سیکرٹری اجلاس۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

Lieut Colonel Muhammad Aziz Khan
Assistant Military Secretary
to the President
CMLA's Secretariat
Rawalpindi

84/14/(4)AMS

08 September 1983

Mr Qamar Ajnalvi
Editor
Daily "Maghrabi Pakistan"
Lahore

Dear Mr Qamar Ajnalvi,

السلام و علیکم

The casette that you left with the Chairman, Pakistan Academy of Letters, for presentation to the President has been received. I am desired to thank you for this gesture. The casette is returned herewith for further use by you.

With best wishes,

Yours sincerely,

Lt Col
(Muhammad Aziz Khan)

اس قصیدے کی شہرت ایوانِ صدر اسلام آباد تک بھی جا پہنچی چنانچہ صدر جنرل ضیاء الحق چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو قصیدے کی کیسٹ جنرل شفیق الرحمٰن چیئرمین اکادمی ادبیات کی معرفت بھیجی گئی تاکہ موصوف "بنامِ خیرالانامؐ" کے آئینے میں اسلامیانِ عالم کی حالتِ زار اور اپنے "نفاذِ اسلام" کا جائزہ لے سکیں۔ یہ کیسٹ اُن کے اسسٹنٹ ملٹری سیکرٹری نے شکریے کے ساتھ واپس بھیجی۔

قمرؔ اجنالوی کا نعتیہ قصیدہ

اسلامی دُنیا کا پینوراما

(حضرت احمد ندیم قاسمی کا خطبۂ صدارت)

قمراجنالوی کا قصیدۂ نعتیہ" بنام خیرالانام" اردو کی نعتیہ شاعری میں اس لحاظ سے ایک سعیٔ بلیغ ہے کہ اس میں شاعر نے آج کی اسلامی دنیا کا پورا پینوراما اس کے صحیح تاریخی پس منظر اور سچے عصری تناظر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کردیا ہے، یہ موضوع علامہ اقبال کی مشہور نظم "شکوہ" سے بہت مماثل ہے مگر فرق یہ ہے کہ علامہ کا مخاطب خدا ہے اور قمراجنالوی کے مخاطب محبوبِ خدا ہیں۔ خدا سے تو ہم شاعر لوگ جھگڑ بھی لیتے ہیں، شکایت بھی کر لیتے ہیں۔ اِس حد تک بھی پہنچ جاتے ہیں کہ ؏

" یا اپنا گریباں چاک یا دامنِ یزداں چاک"

مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار تو ایسا دربار ہے کہ ؏

"نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا"

چنانچہ میرے خیال میں حمد کہنا آسان ہے اور نعت کہنا مشکل ہے۔ قمراجنالوی کو صورتحال کی اس نزاکت کا مکمل احساس ہے۔ سو انھوں نے" بنام خیرالانام" کے ابتدائی سات بند اس

گو مگو میں نظم کیے ہیں کہ کہیں اس سے کوئی گستاخی سرزد نہ ہو جائے اور اس سے کسی شوخی کا ارتکاب نہ ہو جائے۔ آغاز ہی میں شاعر نے خود کو ادب و احترام کا پابند کر لیا ہے اور حق بات یہ ہے کہ نعتیہ کلام کی بنیادی شرط یہی ادب و احترام ہے، فرطِ عقیدت ایک نعمت ہے مگر اس عالم میں احتیاط کا دامن ذرا سا بھی چھُوٹا تو سمجھ لیجیے کہ شاعر کا کلام نعمت کے سبب سے گر گیا۔ قمر اجنالوی کو اسی لیے ابتدا میں قصیدہ نعتیہ لکھنے کے معیار و اسلوب کی جستجو ہے اور جب وہ طے کر لیتا ہے کہ "ادب ہے شرطِ کلام" تو تب جا کر وہ اپنے مرکزی مقصد و مفہوم کی طرف پلٹتا ہے اور آنحضرتؐ کی بے نظیر عظمت اور بے مثال رفعت کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرتا ہُوا انہیں ان کی اُمّت کا احوال سُنانے لگتا ہے۔ اِس میں بھی ایک خاص نکتہ یہ ہے کہ جب تک شاعر اُمّتِ مُسلمہ کی حالتِ زار کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ اُس کا تخاطب براہ راست آنحضرتؐ سے نہیں ہے بلکہ وہ جیسے اپنے آپ کو سمجھا رہا ہے کہ حضورؐ کو اِس کیفیت کی بھی اطلاع دو اور اس بدحالی کی بھی خبر پہنچاؤ۔ اِس تین چوتھائی حصّۂ نظم میں اگر قمر، حضورؐ کو براہِ راست مخاطب کر بیٹھتا تو کسی نہ کسی مقام پر کسی لغزش، کسی شکوہ سنجی کا احتمال تھا، سو وُہ اس کڑی منزل سے اپنے لہجے کو آلودہ کیے بغیر سلامتی سے گزر گیا۔

اِس حصّے میں قمر اجنالوی مسلمانانِ عالم کی رُودادِ غم بیان کرتا ہے کہ وہ جو آنحضرتؐ کی تعلیمات کی برکت سے خاک نشینی سے افلاک نشینی تک جا پہنچے۔ اب اتنے عظیم صعود کے بعد پھر سے ہبوط کی زد میں ہیں۔ ملّتِ مسلمہ میں تفرقہ و انتشار ہے۔ اِس کی حالیہ تاریخ کو ایک فسانۂ انہدام کہنا چاہیے۔ اِس کے عزّ و وقار جنسِ ارزاں ہیں۔ اِس اُمّت کے ہاں علم و عرفاں کو، تصوّف و معرفت کو، حاکمانہ جلال و شوکت کو زوال آ چکا ہے۔ عرب اور عجم کے اختلافات تو تھے ہی اب خود اہلِ عرب کے درمیان بھی اختلافات کے شعلے فروزاں ہیں۔ ہم یہ سب کچھ دیکھتے ہیں مگر اپنی سہل انگار اور عاقبت نا اندیش سرشتوں کو بدلنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اہلِ سیاست نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ علماء و مفتیانِ دینِ متین فروعات میں اُلجھ کر باہمی جنگ و جدل میں مگن ہیں، خطیب و مقرّر کو محض اپنی شعلہ بیانی سے غرض ہے، اپنے الفاظ کی اثر آفرینی سے نہیں۔

اس اُمّت کا نہ کوئی جادہ ہے اور نہ کوئی منزل۔ زندگی کو اگر ایک اسپ قرار دیا جائے تو اس کی لگام اہلِ زر کے ہاتھ میں ہے۔ محنت لُٹ رہی ہے اور سرمایہ پنپ رہا ہے۔ ہمارا معاشرہ، ہماری معیشت، ہماری تہذیب، ہمارا تمدّن ــــ سب کچھ تضادات کے پاٹوں میں پس رہا ہے اور اُدھر مغرب تاک لگائے بیٹھا ہے کہ کب موقع ملے اور مسلمانانِ عالم سے انتقام لینے کے لیے اس پر پل پڑے۔ قمر اجنالوی نے مراکش سے انڈونیشیا تک کے اسّی کروڑ مسلمانوں کی اس حالتِ زار کا نقشہ بڑے درد سے کھینچا ہے۔ اس حصّۂ نظم کے بعض مقامات پر الفاظ میں اس کے آنسو صاف جھلکتے نظر آتے ہیں۔

یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد وہ مرحلہ آتا ہے جب قمرؔ براہِ راست حضورؐ کی ذاتِ گرامی سے مخاطب ہوتا ہے۔ شروع میں اعتراف کرتا ہے کہ ہم خطا کار او رجفا کار بلکہ ریا کار ہیں۔ ہم حق و صداقت کی بجائے زر و دولت پر مرتے ہیں۔ بہر حال ہم کچھ بھی ہیں مگر آپؐ کے غلام ہیں۔ آپؐ کی شانِ مصطفائی کی بخششِ مدام کے بھکاری ہیں۔ سو ہماری یہ دعا قبول ہو کہ یہاں امن و مساوات کا دور دورہ ہو اور ہمارے دلوں میں قرآن کے معانی شمس و قمر کی طرح جگمگا اُٹھیں۔

ان دعائیہ بندوں پر قمر اجنالوی کا یہ قصیدۂ نعتیہ ختم ہوتا ہے، مگر پڑھنے سُننے والوں کے دلوں میں ایک غیر فانی گُونج چھوڑ جاتا ہے جو شاعر کی دردمندی اور زُفادر الکلامی دونوں کا ایک زندہ اور تابندہ ثبوت ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

ایک خط

برادرم قمر اجنالوی !

آداب !!

آپ کے جانے کے فوراً بعد" بنام خیر الانام" کا مطالعہ شروع کیا اور ایک ہی نشست میں ختم کیا اور بہت سُرور آیا۔ اتنا سُرور کہ پہلے شاذ ہی کسی انسانی تحریر پر آیا ہو۔ آپ نے خوب لکھا ہے اور بے شمار مطالب اور جذبات و احساسات کا احاطہ کر لیا ہے۔

روانیٔ طبع کا یہ عالم ہے کہ کسی جگہ بھی آورد کا احساس نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو عمرِ دراز عطا کرے۔

آپ کا مخلص

(عبد السّلام خورشید)

ڈاکٹر عبدالسّلام خورشید

دُنیائے ادب کی ایک اعلیٰ تخلیق

دُنیائے ادب میں قمر اجنالوی کا نام محتاجِ تعارف نہیں۔ وہ شاعر بھی ہیں، افسانہ نگار بھی، اخبار نویس بھی ہیں اور مزاحیہ کالم نویس بھی ۔ اور انہیں دیکھ کر اُردو صحافت کا وہ پُرانا دَور یاد آجاتا ہے، جب صحافت اور ادب میں چولی دامن کا ساتھ تھا اور ان دونوں عناصر کی یکجائی کے بغیر کوئی شخص دنیائے صحافت میں نام پیدا نہیں کرسکتا تھا۔ "بنام خیرالانامؐ" کا مطالعہ کرتے کرتے محسوس ہوا کہ قمر اجنالوی کے سینے میں بھی وہی دردمند دل دھڑک رہا ہے، جو ہمارے دیو قامت صحافیوں کا طرۂ امتیاز تھا۔ اور جو عشقِ رسولؐ، دین سے محبت اور دنیائے اسلام سے انسیت کا امین تھا۔

قمر اجنالوی" بنام خیرالانامؐ" کو قصیدے کا نام دیتے ہیں۔ اسے نعت بھی کہا جاسکتا ہے کسی اور صنفِ سخن سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ لیکن کوئی مخصوص نام دیئے بغیر میں تو اتنا کہوں گا کہ جُوں جُوں اسے پڑھتا تھا، سُرور اور گداز کے نئے مراحل سے آشنا ہوتا تھا۔ اور جب فارغ ہُوا تو کافی وقت طبیعت پر ایک رقّت طاری رہی۔ اس قصیدے میں کمال کی جامعیت ہے۔ اس میں نعتیہ رنگ تو ہے قوم کا مرثیہ بھی شامل ہے۔ زوالِ امّت کے اسباب بھی بیان کیے ہیں۔ عالمی تناظر میں دارا و نادار کی کشمکش اور تصادم کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ ایک نئی زندگی، ایک نشاۃِ ثانیہ کی آرزو بھی جھلک رہی ہے۔ احیائے اسلام کا عزم بھی ہے اور ایک نئے نظام

کی تعمیر میں حضور سرورِ کائناتؐ کا دامن تھامنے اور اُنؐ سے مدد مانگنے کا عمل بھی شامل ہے۔

مَیں نے بڑی خوبصورت نعتیں پڑھی ہیں لیکن "بنام خیرالانامؐ" نے طبیعت پر جو سحر طاری کیا وہ ایک نیا تجربہ، ایک نیا مشاہدہ ہے۔

اِس تخلیق کی کامیابی کا بنیادی سبب عشقِ رسولؐ کی فراوانی ہے۔ لیکن اس میں اور عناصر بھی کارفرما ہیں۔

- فنِ شعر پر پورا عبور
- زُبان میں بلا کی دسترس
- روانی اور بے ساختگی
- تاریخِ اسلام سے آگہی
- عالمی حالات سے آشنائی
- اور دورِ حاضر کے معاشی تقاضوں کا شعور

یہ ہیں وہ عناصر جنھوں نے اِس تخلیق کو دنیائے ادب میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کرنے میں مدد دی ہے۔ مَیں قمر اجنالوی کو اِس کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ انہیں طویل زندگی عطا ہو اور ملّت کی خدمت کے بیش از بیش مواقع حاصل ہوں۔

ڈاکٹر سیّد عبادت بریلوی ایم اے پی ایچ ڈی

قمر اجنالوی کا قصیدۂ نعت

جنابِ صدر! حضرات!!

مَیں معذرت خواہ ہُوں کہ قمر صاحب کے قصیدے کے بارے میں مجھے جو مضمون لکھنا چاہیے تھا وہ مَیں نہ لکھ سکا اور یہاں حاضر ہوگیا، خالی ہاتھ۔ اب اِس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ مَیں زبانی اظہارِ خیال کروں۔

جیسا کہ عبدالسلام خورشید صاحب نے لکھا ہے۔ قمر صاحب ازرہِ نوازش (اُن سے پُرانے تعلقات ہیں) تشریف لائے اور وہ قصیدہ بھی ساتھ لائے اور مجھے دیا۔ جب وہ وہاں سے اُٹھ کر گئے تو مَیں نے اُسے پُورا پڑھا اور وہی کیفیت مُجھ پر بھی طاری ہُوئی، جس کا ذکر عبدالسّلام خورشید صاحب اور دوسرے حضرات نے کیا ہے۔

نہایت اعلیٰ درجے کی خوبصورت نظم ہے، نہایت شعریت سے بھرپور اور نہایت جذبِ صادق کے ساتھ یہ نظم لکھی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کا اثر دل پر ہوتا ہے۔ بارہا اس قصیدے کو پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ مَیں نے کئی بار پڑھا اور ایک عجیب بات یہ ہُوئی کہ کل جب مَیں اس کے بارے میں کُچھ لکھنے لگا تو معلوم ہُوا کہ وہ قصیدہ میرے پاس نہیں ہے یا تو کوئی صاحب اُس کو لے گئے پڑھنے کے لیے، وہاں آئے۔ انھوں نے دیکھا اور اس کے بعد اُسے لے گئے شوق اور اشتیاق کی وجہ سے۔ اب میرے اوپر یہ قرض رہا کہ جب بھی وہ مجھے ملے گا تو مَیں اس پر اپنے جذبات تفصیل کے ساتھ قلم بند

کروں گا۔

آپ کے سامنے یہ چند فقرے ، جن میں اُس مقالے کا جو لکھا جانا چاہیے تھا صرف ایک خلاصہ سا ہے جو مَیں نے پیش کر دیا ہے ۔ مَیں قمر صاحب کو مبارک باد دیتا ہُوں کہ اُنھوں نے ایسی خوبصورت نظم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں لکّھی جو دلوں پر اثر کرتی ہے اور اُردو ادب میں اپنا ایک مقام رکھتی ہے ۔

قصیدہ رسولؐ کا

اُس پر کھُلا درِ دل و دیدہ رسُولؐ کا
لِکھّا ہے جس قلم نے قصیدہ رسُولؐ کا

وہ جس کی ٹہنیوں کو ملا درجۂ قلم
ممنون ہے وہ نخلِ بُریدہ رسُولؐ کا

یکجا ہُوئے جو سیرت و صُورت کے سب گلاب
مہکا ہر ایک وصفِ حمیدہ رسُولؐ کا

ہر نجم و مہر و ماہ پہ لِکھّا ہے اُنؐ کا نام
ہے ساری کائنات جریدہ رسُولؐ کا

بخشا گداز جس کو محبّت کی آنچ نے
شیدا ہُوا وہ حرفِ تپیدہ رسُولؐ کا

ہے لائقِ جزا قمر اجنالوی، قتیلؔ
اس شخص نے کہا ہے قصیدہ رسُولؐ کا

(قتیلؔ شفائی)

ترقّی پسندوں کے حوالے سے

برِّصغیر کے ممتاز شاعر جنابِ قتیل شفائی نے کہا :

"ترقی پسندوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ مذہب سے بیگانہ ہیں۔ یہ بات سراسر غلط اور مفروضہ ہے۔ قمرؔ اجنالوی کا یہ نعتیہ قصیدہ مذہب سے وابستگی اور عقیدت کا مظہر ہے۔ مَیں اس قصیدے سے بہت متاثر ہُوں۔ جنابِ قمرؔ اجنالوی کی کاوش قابلِ ستائش ہے کہ جو کام ہم نہ کر سکے، وہ قمرؔ صاحب نے کیا۔ ان کے خیالات پُرکشش ہیں اور مَیں انھیں تہِ دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔"

(نیشنل سنٹر سرگودھا میں تقریر)

نعتیہ قصیدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بنامِ خیر الانام

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

جو دل پہ گزری تمام لکھو

برنگِ اہلِ کلام لکھو

بنامِ خیر الانامؐ لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

غموں سے جاں آگئی لبوں پر

دُکھوں سے جینا ہُوا ہے دوبھر

تڑپ رہا ہے مثالِ اخگر

حضورؐ کا اِک غُلام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

یہ لِکھو دُنیا ہے قید خانہ

نہ راس آیا مجھے زمانہ

نجانے کب ختم ہو فسانہ

فسانۂ ناتمام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

پڑے ہیں دل میں اگرچہ گھاؤ

یہ کیا جنوں ہے، یہ کیا لگاؤ

نہ اتنے گستاخ ہوتے جاؤ

نہ کوئی ایسا کلام لکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

یہ دل کی باتیں، یہ غم کے قصّے

حضورِ بطحا سے تم کہو گے؟

بھلا تمھاری بساط کیا ہے

نہ کوئی رُوداد خام لکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

سخن میں شوخی نہ کوئی گھولو

یہ بابِ آشفتگی نہ کھولو

زباں کو روکو، سُخن کو تولو

ادب ہے شرطِ کلام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

مدارج اُن کے بلند سب سے

بیانِ لطف و کرم سے پہلے

قلم کو زمزم سے صاف کرکے

ذرا محمدؐ کا نام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

وہ سرِّ کون و مکاں کے عالم

زباں پہ جب آئے اسمِ مُنعِم

درُود لازِم، سلام لازِم

درُود لِکھو، سلام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

عطا تھے اُن کو بڑے مراتب

بڑی منازِل، بڑے مناصِب

لِکھو فضائل، کہو مناقِب

قصیدۂ اِحتشام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

وہ رحمۃ العالمیںؐ لقب ہیں

وہ شافعُ المذنبیںؐ حسب ہیں

وہ خاتم المرسلیںؐ نسب ہیں

وہ ہیں وسیع المرام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

جمال بدر الدُجیٰ ہے اُن کا

کمال خیر الوریٰ ہے اُن کا

خیال صَلِّ علیٰ ہے اُن کا

یہ بات مَا لَا کلام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

وہ ماحیِ شرک، نورِ صادق

وہ نجمِ ثاقب، وہ حسنِ شارِق

وہ سعیٔ خالق، وہ وحیٔ ناطق

وہ خود خدا کا کلام لکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

کلام تھے وہ، کلیم تھے وہ

چراغِ بزمِ حریم تھے وہ

بڑے رحیم و کریم تھے وہ

کریم لکھو، کرام لکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

وہ دین بھی تھے، یقین بھی تھے

یتیم بھی تھے، امین بھی تھے

یسار بھی تھے، یمین بھی تھے

وہ صاحبِ انصرام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

وہی دعائے خلیلؑ و بطحا

مثیلِ موسیٰؑ، نویدِ عیسیٰؑ

نبیِ اُمّی، رسولِ صحرا

اُمیدِ بیت الحرام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

وہ نورِ یٰسین و شکلِ طٰہٰ

صفات میں بے نظیر و یکتا

سبھی کے ملجا، سبھی کے ماوا

کہ فیض تھا اُن کا عام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

وہ المُصَدِّق وہ المُذَکِّر

وہ النّبی ، اَلرّسُول و حاشِر

وہ شاہد و عاقِب و مُطَہّر

یہ نام سب اُن کے نام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

وہ منزلِ آسماں کے طارق

سعادتِ مطلعِ مشارق

شناورِ قلزمِ خوارق

اُنھیں ہزاروں سلام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

وہ راہِ معراج کے مسافر

وہی مزمّل ، وہی مدثّر

کہ حکم تھا اُن کو "قُم فَانذِر"

تھی اُن پہ نعمت تمام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

جنابِ جبریلؑ ساتھ بھاگے

نصیبِ "قوسین" اُن سے جاگے

کہ "سدرۃ المنتہیٰ" سے آگے

ہیں ان کے کتنے مقام لکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

لکھو گے کیا کیا مقام اُن کے

نماز اُن کی ، سلام اُن کے

سجود اُن کے، قیام اُن کے

سجود لکھو ، قیام لکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

رضائے ربِّ قدیر تھے وہ

بشیر تھے وہ ، نذیر تھے وہ

کہ اِک سِراجِ مُنیر تھے وہ

فروغِ ماہِ تمام لکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

ہے وجہِ کُن اُن کی ذات لکھو

ہے ذات والاصفات لکھو

کبھی علیہ الصلوٰۃ لکھو

کبھی علیہ السلام لکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

ہیں آدمیّت میں سب برابر

تمام اَسْوَد، تمام احمر

نہ کوئی کم تر، نہ کوئی برتر

یہی تھا اُن کا پیام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

غریب و بیکس کے کام آئے

حیات کے سب کو گُر سکھائے

گرے ہوئے خاک سے اُٹھائے

فلک پہ بخشا مقام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

حرم سے لات و منات نکلے

صنم تو سب بے ثبات نکلے

عَلم اُٹھا کر حیات نکلے

کہ ہے خُدا کو دوام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

طلب ہے دُنیا کی آنی جانی

کہ ہے یہ دُنیا سرائے فانی

جو بھیج دیں ہو گی مہربانی

اِک آبِ کوثر کا جام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

یہ نعتِ مقبول جب سنائی
صدا دلوں کے نگر سے آئی
کہ شاعرِ نورِ مصطفائی
ہے تم پہ دوزخ حرام لکھو
قسم نبیؐ کو پیام لکھو

یہ مے سرود و نشید کی ہے
نبیذ طبعِ رشید کی ہے
کہ خونِ دل سے کشید کی ہے
پیے ہیں بھر بھر کے جام لکھو
قسم نبیؐ کو پیام لکھو

ادا ہو شانِ پیمبرؐانہ

تو پھر کہو جو کہے زمانہ

سناؤ ہر درد کا فسانہ

سلام لکھو پیام لکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

کھُلا ہے رُودادِ غم کا دفتر

بنا کے اپنے جنوں کو رہبر

دکھاؤ طبعِ رواں کے جوہر

سخن بصد احترام لکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

فسانۂ رفت و بود لکھو

فریبِ چرخِ کبود لکھو

بیانِ نام و نمود لکھو

طلسمِ پندارِ خام لکھو

قسمِ نبیؐ کو پیام لکھو

سُناؤ ملّت کا حالِ ابتر

بکھر چُکا ہے ہر ایک دفتر

نہ کوئی مرکز، نہ کوئی محور

ہے رنگِ تفریق عام لکھو

قسمِ نبیؐ کو پیام لکھو

یہ داستاں گرچہ خونچکاں ہے

ورق ورق صورتِ فغاں ہے

زباں پہ عرضِ سخن گراں ہے

پہ لے کے ہمّت سے کام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

زوال کی داستاں سُناؤ

حکایتِ خونچکاں سُناؤ

لُٹا ہے اپنا جہاں سُناؤ

فسانۂ اِنہدام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

فسادِ اُمّت کا حال کہہ دو

چلے گئے "اہلِ قال" کہہ دو

یہ حالتِ انفعال کہہ دو

تمھیں ہے اب اذنِ عام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

ہے خشک ہر قُلزم و بحیرہ

کہاں ہیں وہ صحبتیں وغیرہ

کہ جن کے راوی ابوہریرہؓ

روایتوں کے امام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

گیا ابوبکرؓ کا زمانہ

کہاں عمرؓ کا وہ تازیانہ

جلالِ حیدرؓ ہوا فسانہ

اُڑا نشانِ سہام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

نہیں ہیں عثمانؓ سے غنی اب

چلا ہے اک دورِ جاں کنی اب

کہ مشکلیں سر پہ آ بنی اب

گرے ہیں عزت کے دام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

رُخِ حرم سے جمال غائب

اذاں سے رُوحِ بلالؓ غائب

ہُوئے ہیں اہلِ کمال غائب

کہ اب ہے ہُو کا مقام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

کہاں ہے اب وہ گلیمِ بوذرؓ

وہ تیرِ طلحہؓ، وہ تیغِ جعفرؓ

کمانِ حمزہؓ، نشانِ حیدرؓ

سنانِ ابنِ عوامؓ لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

وہ مَردِ نامِ جلی کہاں ہے

وہ کربلا کا ولی کہاں ہے

حُسینؓ ابنِ علیؓ کہاں ہے

امامِ عالی مقام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

وہی مؤطّا، وہی بخاری

کہاں گئے ہیں مگر وہ قاری

ادب کا چشمہ تھا جن سے جاری

رہا نہ وہ فیضِ عام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

وہ ذکرِ سرداریٔ شریعت

وہ فکرِ تاریخ و فکرِ سیرت

کہ جس سے روشن ہوئی بصیرت

ہے رُوکشِ انقصام لکھو

قسیمِ نبیؐ کو پیام لکھو

نہ ابنِ اسحاقؒ سے وہ ماہر

نہ ابنِ ہشامؒ جیسے قادر

نظر تھی سیرت پہ جن کی غائر

تھا قلب آئینہ فام لکھو

قسیمِ نبیؐ کو پیام لکھو

خطیبؒ و ابنِ اثیرؒ و طبریؒ

وہ ابنِ خلدونؒ و ابنِ جوزیؒ

وہ دیلمیؒ، حاکمؒ و سیوطیؒ

کہاں گئے وہ عظام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

وہ جرح و تعدیل کے دفاتر

رجال و تہذیب کے ذخائر

حدیث و تفسیر کے جواہر

پڑے ہیں بے نقد و دام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

وہ اہلِ فکر و نظر کہاں ہیں

رجال کے معتبر کہاں ہیں

امام ابنِ حجرؒ کہاں ہیں

کہ جاں سے خالی ہے لام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

جنوں کی صورت ہے اب خیالی

ہر ایک دشتِ وفا ہے خالی

رہے نہ رومیؒ نہ وہ غزالیؒ

گیا ہے لطفِ کلام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

نہ وہ مشائخ، نہ وہ مسائل

نہ وہ مشارِب، نہ وہ مشاغل

نہ وہ مناظِر، نہ وہ منازِل

نہ اب وہ چابک خرام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

وہ منزلِ معرفت کے راہی

ملی فقیری میں جن کو شاہی

سلوک پر جن کی ہے گواہی

طریقتوں کے امام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

وہ بایزیدؒ و جنیدؒ و شبلیؒ
فریدؒ و منصورؒ و سہروردیؒ
وہ بُو علیؒ، گنج بخشؒ و چشتیؒ
کہاں وہ اہلِ صیام لکھو
قسم نبیؐ کو پیام لکھو

نہ بادۂ معرفت نہ ساقی
یہ دُردِ ایماں ہے اِتّفاقی
اُجاڑ سا میکدہ ہے باقی
ہیں ٹُوٹے مینا و جام لکھو
قسم نبیؐ کو پیام لکھو

نہ اب وہ خالدؓ نہ ابنِ مُسلمؒ

نہ اب وہ طارقؒ نہ ابنِ قاسمؒ

نہ وہ مجاہد، نہ وہ مُعَلّم

کہ جن کی شہرت تھی عام لِکھو

قسم نبیؐ کو پیام لِکھو

کہاں اُمیّہ کی شان و شوکت

کہاں وہ عبّاسیوں کی عظمت

کہاں وہ عثمانیوں کی دولت

مِٹی ہے سب دُھوم دَھام لِکھو

قسم نبیؐ کو پیام لِکھو

کہاں وہ ایوبیٔ گرامی

کہاں وہ مصری کہاں وہ شامی

فلک نے دی تھی جنھیں سلامی

ملی حیاتِ دوام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

فراقِ اُمّت کی بات چھیڑو

فسانۂ شش جہات چھیڑو

بیانِ نیل و فرات چھیڑو

حدیثِ دجلہ و شام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

وہ شہرِ بغداد، اُس کی راتیں

طلسم و حیرت کی وارداتیں

کہ جیسے جنّ و پری کی باتیں

خیال کے تام جھام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

نہ اب وہ مومن نہ اب وہ غازی

نہ وہ مؤذّن، نہ وہ نمازی

یقیں سے خالی ہوئے حجازی

رہا نہ وہ احتشام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

فسادِ اہلِ حرم سُناؤ

فُغانِ لوح و قلم سُناؤ

شکستِ تیغ و عَلم سُناؤ

کٹے ہیں سب چار گام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

چڑھی ہیں غفلت کی وہ شرابیں

نکل گئیں پاؤں سے رکابیں

گری لگامیں، کٹی طنابیں

لُٹے ہُوئے ہیں خیام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

جہاں کی شاخِ مُراد ٹوٹی

عجم کی شانِ سواد ٹوٹی

عرب کی تیغِ جہاد ٹوٹی

پڑی ہے خالی نیام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

نہ اب وہ شاہیں نہ اُن کے بازُو

نہ رسمِ پرواز کے وہ پہلُو

کہ زیرِ دام آ گئے ہیں ہرسُو

تمام کبک و حمام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

۷۵

لگی ہے چُپ سی ہر اِک زُباں کو
نہ شوقِ منزل کسی جواں کو
ہر ایک قاصد کو کارواں کو
ہے خوفِ دشت و درام لِکھو
قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

جو ہم کو رفعت ملی تھی کھوئی
زمیں بھی اس حادثے پہ روئی
نکل کے اہلِ حرم سے کوئی
نہ آیا بالائے بام لِکھو
قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

صعود سے اب ہبوط کیوں ہے

دِلوں پہ کارِ حنوط کیوں ہے

یہ یاس کیوں ہے قنوط کیوں ہے

غموں کا ہے اِژدِحام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

زوالِ اُمّت پہ روئے حالیؒ

کہ میکدے تھے حرم کے خالی

فُغانِ اقبالؒ تھی نرالی

تڑپ اُٹھا مُرغِ بام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

"

ہُوئی ہے ویران کِشت اپنی

اُجڑ گئی ہے بہشت اپنی

نہ بدلی پھر بھی سرشت اپنی

یہ سرنوشتِ انام لِکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لِکھو

ہمیں تو لُوٹا ہے رہبروں نے

رہِ طلب کے سکندروں نے

وہ ظُلم توڑے ستمگروں نے

ہُوا ہے جِینا حرام لِکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لِکھو

زُبانِ ناصح ، زُبانِ خنجر

بیانِ واعظ ، بیانِ محشر

دہانِ مفتی ، دہانِ اژدر

نفس کے ہیں سب غلام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

بھڑکتی شعلہ فشاں خطابت

یقینِ دل سے تہی عبادت

غلط نمازیں، غلط امامت

ہوس کے بندے امام لکھو

قسم نبی کو پیام لکھو

عدم کا جھگڑا وجود پر ہے

مزاج اپنا ہُنود پر ہے

قدم بھی نقشِ یہُود پر ہے

ہوس نے پھیلائے دام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

فلک بھی ہم سے خفا زمیں بھی

دلوں سے جاتا رہا یقیں بھی

بدل گئے عالمانِ دیں بھی

کہ گمرہی اب ہے عام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

کسی سے چشمک کسی سے اَن بَن

فضا بھی دُشمن، ہَوا بھی دُشمن

دیارِ مغرب کے سب برہمن

ہیں درپَئے انتقام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

غموں سے حالت ہوئی ہے خستہ

ہیں پاؤں زخمی تو دل شکستہ

نہ کوئی منزل، نہ کوئی رستہ

بھٹک رہے ہیں عوام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

بیاں کرو حالتِ زمانہ

غریب کو فکرِ دام و دانہ

یہ زندگی اسپ و تازیانہ

ہے دستِ زر میں لگام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

اُٹھائے محنت کشوں نے پرچم

جبینِ سرمایہ دار برہم

لہو میں رقصاں ہے نسلِ آدم

یہ کشمکش ہے مدام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

ہے جنگِ سرمایہ رنگ و بُو سے

نہ اُتری زنجیرِ غم گلُو سے

غریب و مزدور کے لہُو سے

زمیں ہُوئی لالہ فام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

یہ ظلم و دَولت کا دَور کب تک

یہ مُزد و محنت پہ جَور کب تک

سِتم یہ انساں پہ اَور کب تک

مٹے گا کب یہ نظام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

کہیں امارت، کہیں گدائی

کہیں خموشی، کہیں دُہائی

کہیں غُلامی، کہیں خُدائی

یہ صُورتِ صُبح و شام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

ستم کی تیغیں اُٹھی ہُوئی ہیں

لہُو کی فصلیں اُگی ہُوئی ہیں

زمیں کی نبضیں رُکی ہُوئی ہیں

عجیب ہے ہر نظام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

لبوں پہ امن و اماں کی باتیں

دِلوں میں جنگ و جدل کی گھاتیں

مہیب دن ہیں مہیب راتیں

قضا کے ہیں، اہتمام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

جہاں پہ یہ کیسا وقت آیا

اُفق اُفق ہے اجل کا سایا

اُڑا اُڑا رنگِ صُبح پایا

بُجھا بُجھا رُوئے شام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

پیامِ محشر سُنا گیا ہے

دِلوں پہ بجلی گرا گیا ہے

چمن میں کیا گُل کِھلا گیا ہے

ہوا کا رقصِ خرام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

وفا یہاں کس کو راس آئی

کہ رسمِ دُنیا ہے بیوفائی

فریب زاہد کی پارسائی

حلال ہے اب حرام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

جو آئی غفلت کی لہر کہہ دو

جو ہم پہ ٹُوٹے ہیں قہر کہہ دو

اُجڑ گئے ہیں جو شہر کہہ دو

بگڑ گئے ہیں جو کام لِکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لِکھو

فلک سے ٹُوٹے نجوم کتنے

پیام لائی سموم کتنے

دِلوں پہ غم کے ہجوم کتنے

قضا ہے محوِ خرام لِکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لِکھو

بجا کہ ہم سے خطا ہوئی ہے

ادا نہ رسمِ وفا ہوئی ہے

ستم ہُوا ہے، جفا ہوئی ہے

مگر ہیں اُنؐ کے غلام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

حضورؐ! ہم ہیں جفا کے بندے

خطا کے پُتلے، ریا کے بندے

ہوس کے طالب ہَوا کے بندے

خیال اپنے ہیں خام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

زر و جہاں پہ گرے ہُوئے ہیں

درِ بُتاں پہ گرے ہُوئے ہیں

کہاں کہاں پہ گرے ہُوئے ہیں

حضورؐ لیں ہم کو تھام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

مدد اگر آپ کی نہ آئی

تو دے گی طعنہ ہمیں خُدائی

کہ کیا ہُوئی شانِ مُصطفائیؐ

ہے جس کی بخشش مدام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

حضورؐ! چشمِ کرم ہو ہم پر

نگاہِ لُطفِ حرم ہو ہم پر

نہ اَور کوئی ستم ہو ہم پر

یہ التجا اُنؐ کے نام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

عجم کے مَولاؐ، عرب کے والیؐ

مثالِ خورشید نامِ عالی

ہیں آپؐ کے دَر کے ہم سوالی

ہیں آپؐ رحمت تمام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

کھُلے یہ قرآں سے معانی

حضورؐ ہیں آخر الزّمانی

ملے گی ہم کو حیاتِ ثانی

چلے گا پھر دَورِ عام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

سپہرِ دیں پر مثالِ انجم

بپا ہو پھر نور کا تلاطم

جماعتِ "اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ"

ہو دیں پہ پھر تیز گام لکھو

قمر نبیؐ کو پیام لکھو

کُھلیں عرب پر عجم کے گیسُو

پھر آئے چین و خُتن کی خوشبو

جہاں میں سایہ کُناں ہوں ہر سُو

کرم کے اَبر و غمام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

چمک اُٹھیں ہند کے ستارے

جواں ہوں گنگ و جمن کے دھارے

حضورِ بطحا کی جے پکارے

یہ ارضِ رام و شیام لکھو

قسم نبیؐ کو پیام لکھو

ہوں دُور ہر ظُلم کے اندھیرے

بلند ہوں امن کے پھریرے

چڑھیں مُساوات کے سویرے

جہاں کا بدلے نظام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

مِٹے دِلوں سے ہوس پرستی

ہو صاف سُتھرا نظامِ ہستی

خُدا کے بندے خُدا کی بستی

حیات ہو شاد کام لِکھو

قمر نبیؐ کو پیام لِکھو

بنامِ خیرُ الانامؐ

(۲)

ترے حضور عقیدت کے پھول کیا لاؤں

مرا جہانِ چمن زار شرمسار سا ہے

چمک رہے ہیں فلک پر ترے قدم کے نشاں

یہ کہکشاں بھی تری راہ کا غبار سا ہے

گزر گیا تو ہر اک رہگزر سے مثلِ صبا

جلائے تُو نے حوادث کی آندھیوں میں چراغ

ترے اشارۂ انگشت سے ہُوا دولخت

وہ چاند ثبت ہے جس کی جبیں پہ عشق کا داغ

ترے جلو میں چلی جب نسیم رحمت کی

زمینِ لالہ و گُل نے ترے قدم چُومے

تری حیات نے انساں کو سربلند کیا

مورّخوں نے ترے نام پر قلم چُومے

دیا جہاں کو مساوات کا سبق تُو نے

نشاں اُبھرنے لگے زندگی کی راہوں پر

شکوہِ لات و ہُبل کا طلسم ٹُوٹ گیا

حیات جھوم کے لپکی جہاں پناہوں پر

مِرے جہاں میں مگر گردشِ زمانہ سے

اُڑی وہ گرد کہ دھندلا گئی ستاروں کو

جبینِ لالہ و گُل سے لہو ٹپکنے لگا

سِتم گروں کی نظر کھا گئی بہاروں کو

ترے شعور نے جو راستے تراشے تھے

وہ راستے ہیں حوادث کی زد میں آئے ہُوئے

تری نظر کی تجلّی نے جن کو توڑا تھا

وہی صنم ہیں یہاں کاکلیں بچھائے ہُوئے

ستیزہ گاہِ جہاں میں ابھی نہیں ٹوٹا

طلسمِ ہیبتِ سلطان، رُعبِ چنگیزی

نظامِ زر نے نئے پیکروں میں ڈھالا ہے

جلالِ قیصر و کسریٰ، شکوہِ پرویزی

نئے افق پہ اُبھرتی ہوئی تجلّی کو
سیاہیوں نے نئے زاویوں سے گھیرا ہے
طلوع ہو کے رہے گی مگر بہارِ سحر
اگرچہ دِل پہ ابھی ظُلمتوں کا ڈیرا ہے

ترا پیام جہاں کو سُنا کے دَم لوں گا
تمیزِ بندہ و آقا مٹا کے دَم لوں گا

○

مِیلادُالنّبیؐ

آج روزِ نوید ہے یارو !

آج اِنساں کی عید ہے یارو !

آج کا دِن ہُوا حضوؐر کے نام

آج کا دِن سعید ہے یارو

ماہِ صیام

○

طے کر چُکا ہُوں دفترِ غم ہائے روزگار

اب فکرِ عاقبت کا قمر اہتمام ہے

ساقی عطا ہو کُوزۂ کوثر کوئی مجھے

بدلی ہے رُت کہ آمدِ ماہِ صیام ہے

○

ذکرِ صیام

پہلا روزہ

پہلے روزے کا آج ہے افطار

ذہن سے دُھل رہا ہے گرد و غبار

میرے پیالے میں ڈال آبِ کرم

سر پہ سایہ کناں ہو ابرِ بہار

دوسرا روزہ

جمع خرمہ و شہد و شیر نہ کر

فکرِ افطاریٔ فقیر نہ کر

روزہ رکھا ہے مَیں نے بہرِ ثواب

لذّتوں کا مجھے اسیر نہ کر

تیسرا روزہ

میری قسمت میں جو نوالہ ہو

نُور کا اُس کے گرد ہالہ ہو

فخرِ دُنیا ہو میری افطاری

رشکِ عالَم مِرا پیالہ ہو

چوتھا روزہ

تیر تقویٰ، کمان ہے روزہ

معرفت کا بیان ہے روزہ

عکس افگن ہے میرے پیالے میں

کتنا رحمت نشان ہے روزہ

پانچواں روزہ

پانچواں دن مہِ صیام کا ہے

پانچواں روز تیرے نام کا ہے

پانچواں جزو دیں کا روزہ ہے

پانچواں دن مرے کلام کا ہے

چھٹا روزہ

بڑھ کے جاہ و کلاہ سے روزہ

گر ہو دِل سے نگاہ سے روزہ

روکتی ہے اگر بدی سے نماز

روکتا ہے گناہ سے روزہ

ساتواں روزہ

عقدۂ زیست ہوں نہ کھول مجھے

مثلِ قند و نبات گھول مجھے

بخشنا ہے تو بے حساب ہی بخش

اپنی میزان میں نہ تول مجھے

آٹھواں روزہ

بھوک بھی اصل میں عبادت ہے

پھر یہ کیسا گلہ ہے روزے کا

روزہ رکھتا ہے گر، نہ مانگ صلہ

خود خدا ہی صلہ ہے روزے کا

نواں روزہ

حالِ صوم وصلوٰۃ مجھ سے نہ پوچھ

میرے مولا! یہ بات مجھ سے نہ پوچھ

تجھ سے اوجھل نہیں مرے دن رات

کیسے گزری حیات مجھ سے نہ پوچھ

دسواں روزہ

مَیں خطا کار، غم سے قلب دونیم

تُو خطا پوش، تو غفور الرّحیم

شافع المذنبیںؐ کے صدقے میں

ڈال دے مُجھ پہ مغفرت کی گلیم

گیارھواں روزہ

میں گناہوں پہ شرمسار بہت

اب نہ مُجھ سے کوئی شکایت کر

تُو اگر بخش دے، عنایت ہے

ہو سکے تو یہی عنایت کر

بارھواں روزہ

اب کے گرما کی وہ بلا آئی
"العطش العطش" صدا آئی

روزہ داروں پہ دن ہوئے بھاری
آگ برسی، سموم کیا آئی

تیرھواں روزہ

گرد و گرما سے جاں بہ لب ہیں طیور
اہلِ روزہ نڈھال، روزے سے چور
بھیج ابرِ کرم کہ پیالے میں
قطرہ قطرہ گرے شرابِ طہور

چودھواں روزہ

رنگِ موسم بدل نقاب اُٹھا

گرد و گرما کا یہ عذاب اُٹھا

مَیں تو کب سے کھڑا ہُوں پیالہ بکف

تُو بھی اب شیشۂ سحاب اُٹھا

پندرھواں روزہ

اب کے کیسا مہِ صیام آیا

گریہ و رنج کا پیام آیا

جو بھی پیالہ تھا اپنا ٹوٹ گیا

جو بھی شاہیں تھا زیرِ دام آیا

سولھواں روزہ

آبِ شمشیر ڈال دے اس میں

رُوحِ شبیرؓ ڈال دے اس میں

مَیں پیالہ اُٹھاؤں گا لیکن

میری تقدیر ڈال دے اس میں

سترھواں روزہ

رُوح بھٹکی ہے خانقاہوں میں

تیرگی بڑھ گئی ہے راہوں میں

گھولتا ہُوں دُعا پیالے میں

بخششِ عام دے گُناہوں میں

اٹھارہواں روزہ

جوشِ رحمت کی جب گھٹا چھائی

روزہ داروں نے کی جبیں سائی

"بخش دے بخش دے" کا شور اُٹھا

"مغفرت مغفرت" ندا آئی

انیسواں روزہ

دردِ ملّت مرا سوا کر دے

دل کو شعلہ سا اے خُدا! کر دے

سب کو گرماؤں اپنے پیالے سے

آگ ایسی مجھے عطا کر دے

بیسواں روزہ

سب کے روزے قبول ہوں یارب!

سب پہ در مغفرت کے کھل جائیں

اتنی بارش ہو تیری رحمت کی

داغ عصیاں کے سارے دھل جائیں

اکیسواں روزہ

تاجروں کو دعا، بجٹ کو سلام

شہر در شہر سرگراں ہیں عوام

وقتِ افطار یہ خبر آئی

بڑھ گئے خرما و خروس کے دام

بائیسواں روزہ

کچھ بجٹ نے کیا ہے سودائی

کچھ وبا تاجروں نے پھیلائی

الغرض قصّہ مختصر یہ ہے

ساتھ روزوں کے آئی مہنگائی

تئیسواں روزہ

یوں تو ہر چیز آنی جانی ہے

یہ جہاں اِک سرائے فانی ہے

لیکن اب کے برس تو روزوں میں

ہر طرف ماتمِ گرانی ہے

چوبیسواں روزہ

روزہ رکھیں اگر گرانی میں

اجر بھی اُس کا کیا گراں ہوگا

پوچھیے مفتی و مشائخ سے

ہم سے عُقدہ یہ کیا بیاں ہوگا

پچیسواں روزہ

فکرِ افطار میں نہ خود کو مروڑ

اپنا ٹوٹا ہُوا پیالہ جوڑ

جس نے توفیقِ روزہ بخشی ہے

فکرِ افطار بھی اُسی پر چھوڑ

چھبیسواں روزہ

مُجھ کو جینا سِکھا قرینے سے
آئے خوشبو مرے پسینے سے
وقتِ اِفطار میرے پیالے میں
ڈال رحمت کے آبگینے سے

ستائیسواں روزہ

دارِ ایّام سے اُتار مجھے
آسماں سے ذرا پُکار مجھے
لیلۃ القدر ڈال پیالے میں
اپنی رحمت سے دے سنوار مجھے

اٹھائیسواں روزہ

وارداتِ اَلم نہ کم ہوں گی
مُشکلیں تو ابھی بہم ہوں گی

بعدِ اِفطار میرا پیالہ نہ توڑ
اس پہ کچھ سُورتیں رقم ہوں گی

اُنتیسواں روزہ

کیا کریں عید کی خریداری
زخم مہنگائی کے لگے کاری

رنگ اشیا کے گرچہ پھیکے ہیں
قیمتوں کی ہے گرم بازاری

تیسواں روزہ

اُس نے آنے کی دی نوید نہیں

دِل سنبھلنے کی اب اُمید نہیں

پھینک دے پیالہ و صراحی اُدھر

ساقیا! یہ ہماری عید نہیں

بحضورِ ساقیٔ کوثر

پہلا روزہ

پہلا روزہ ہے آج اے ساقیؑ
جامِ کوثر پِلا کہ ہو اِفطار
دے فلک سے نویدِ رحمت کی
کردے اہلِ زمین کو سرشار

دوسرا روزہ

دوسرا دِن ہے آج روزے کا

ساقیا! منتظر ہے دیوانہ

دیکھ اُترا فلک سے مہرِ مُنیر

دے مئے معرفت کا پیمانہ

تیسرا روزہ

وقتِ اِفطار ہے پیالہ اُٹھا

مُشکِ نافہ ، گُلِ غزالہ اُٹھا

کُھل گیا بابِ ساقیؑ کوثر

جام میں تیرتا اُجالا اُٹھا

چوتھا روزہ

بادۂ معرفت پلا ساقی!

اِک جمالِ جہاں دِکھا ساقی!

اب طلب کچھ نہیں بجُز دیدار

جو حجابات ہیں اُٹھا ساقی!

پانچواں روزہ

روزہ داروں کی دیکھ لاچاری

کھا گئی سب کو گرم بازاری

جامِ کوثر ہی بھیج دے ساقی!

ورنہ اب تو گراں ہے افطاری

چھٹا روزہ

شام ہے مغفرت کا جام چلے

سُوئے محشر ترے غلام چلے

شافعؐ المذنبیں ہے تُو ساقیؐ!

تیری بخشش کا دَور عام چلے

ساتواں روزہ

وقتِ افطار ہے، نوالہ ہے

پھر بھی خالی مرا پیالہ ہے

بادۂ مغفرت سے بھر ساقیؐ!

تُو شفاعت کا ایک ہالہ ہے

آٹھواں روزہ

مغفرت کا سبُو اُٹھا ساقیؔ!

جام رحمت کا اِک پلا ساقیؔ!

دِل ہو کعبہ تری محبّت کا

اور سب نقش دے مٹا ساقیؔ!

نواں روزہ

جو بھی پردہ گرے اُٹھا دینا

رُوئے رحمت ذرا دکھا دینا

رِند ساغر بکف اُٹھیں گے حضورؐ!

حوضِ کوثر سے کچھ پلا دینا

دسواں روزہ

ساقیاؐ! لا ذرا سنبھال کے لا

بادۂ معرفت نکال کے لا

دسواں روزہ ہے، دسویں افطاری

رنگ جتنے ہیں ماہ و سال کے لا

گیارھواں روزہ

طالبِ مغفرت ہوں اے ساقیؐ!

ڈال پیالے میں جو بھی ہے باقی

اپنا توشہ بچا کے کیوں رکھوں

میرا ایماں نہیں ہے الحاقی

بارھواں روزہ

گھول مُشکِ غزال پیالے میں

کوئی جوہر نکال پیالے میں

آج کوثر میں دُھل کے گونجے اذاں

ڈال رُوحِ بلالؓ پیالے میں

تیرھواں روزہ

اہلِ دِل سے کلام کر ساقیؐ!

فیضِ دیدار، عام کر ساقیؐ!

حوضِ کوثر سے ڈال پیالے میں

مُجھ پہ نعمت تمام کر ساقیؐ!

چودھواں روزہ

دُنیا شعلہ ہے، اِک جوالا ہے
خود کو اِس آگ سے نکالا ہے
ڈال نورِ شفق پیالے میں
ساقیا! روزہ کھُلنے والا ہے

پندرھواں روزہ

غرقِ عصیاں، عمل سے خالی ہُوں
ایک شاعر ہوں، لا اُبالی ہُوں
میرے پیالے میں اپنی بخشش ڈال
مَیں ترے نام کا سوالی ہُوں

سولھواں روزہ

سُوئے بازار میں اگر جاؤں

جیب کا حال کِس کو بتلاؤں

سوچتا ہُوں کہ اس گرانی میں

روزہ اِفطار کر کے کیا کھاؤں

سترھواں روزہ

رُخ پہ گُردوں کے دَوڑی سُرخیٔ شام

آیا اِفطار کا کہیں سے پیام

زیب دیتا نہیں کہیں جاؤں

بخش ساقیؔ! یہیں نصیب کا جام

اٹھارہواں روزہ

روزہ اِک تشنگی کا پیماں ہے

روزہ اِک عہدِ ضبط و ایماں ہے

وقتِ اِفطار میرے پیالے میں

قطرہ قطرہ مگر فروزاں ہے

انیسواں روزہ

سحَر و اِفطار، گردشِ اوقات

تیرے رِندوں کے کیا ہیں دِن، کیا رات

شب کو پی لی مئے درُود و سلام

صُبح لائی پیامِ جہدِ حیات

بیسواں روزہ

وجہِ تسکیں، مہِ صیام رہے

ذکرِ عرفاں، صبح و شام رہے

رُوحِ ایماں ہو میرے پیالے میں

عشق افزا مرا کلام رہے

اکیسواں روزہ

دے شرابِ طہور اے ساقیؐ!

بخش ایماں کا نُور اے ساقیؐ!

ڈُوبنے کو اُفق میں ہے سُورج

ایک جامِ سُرور اے ساقیؐ!

بائیسواں روزہ

وقتِ اِفطار پھر اُٹھا یہ سوال

آسماں کا اُفق ہُوا کیوں لال

لوگ رنگِ شفق سے ڈرتے ہیں

میرے پیالے میں اُس کی سُرخی ڈال

تیئسواں روزہ

اہلِ روزہ کو بخش وہ ایمان

سب کو عشق و جنوں کی ہو پہچان

شیشہ شیشہ چلے شرابِ طہور

پیالہ پیالہ بٹے ترا عرفان

چوبیسواں روزہ

ساقیاؐ ! ساقیاؐ! سلام سلام

تیری رحمت رہے مدام مدام

شافع المذنبیںؐ! شفاعت ہو

رحمۃ العالمیںؐ ! کلام کلام

پچیسواں روزہ

یہ تو لکھّا ہُوا ازل کا ہے

ہاتھ اِنسان پر اجل کا ہے

ساغرِ معرفت پلا ساقیؐ!

قصّۂ زیست پل، دو پل کا ہے

چھبیسواں روزہ

ایک پیمانۂ حیات پلا

بادۂ معرفت صفات پلا

وقتِ افطار ہے، پیالے میں

گھول کر نُورِ کائنات پلا

ستائیسواں روزہ

لیلۃ القدر کے عجیب اصول

آسماں سے ملائکہ کا نزول

تختۂ ارض پر ہے ذکرِ رسُولؐ

کتنا آساں ہے رحمتوں کا حصُول

اٹھائیسواں روزہ

گردشِ روز و شب نہیں رُکتی

طبع اپنی بھی اب نہیں رُکتی

ساقیا! جُمعۃ الوداع آیا

مغفرت کی طلب نہیں رُکتی

اُنتیسواں روزہ

آج میخانۂ صیام میں ہے

رخصت و الوداع کا ہنگامہ

جامِ کوثر میں دے بھگو ساقی!

سال بھر جھومتا رہے خامہ

عید

عید کا چاند کیا نظر آیا

دل میں جلوہ ترا اُتر آیا

شب خیالوں کے درمیاں گزری

صُبح خوشیوں کا نامہ بر آیا

○

بابِ تحسین

قمر اجنالوی

زبانِ شہر بھی، نُطقِ وطن بھی
اَدب کے باب میں حُسنِ سخن بھی
قمر اجنالوی کی خُوبیوں میں
ہے شامل مدحتِ شاہِ زمنؐ بھی

تیری عادات بھلی، قابلِ درشن چہرہ
مُعتبر تجُھ سے ہے اخبار کا موہن چہرہ
تُو نے راہوں کی سیاہی سے بغاوت کی ہے
کر دیا منزلِ جمہور کا رَوشن چہرہ

(ڈاکٹر اقبال سرہندی)

صہبائے عرفاں

(اپنے اُستادِ گرامی کی نذر)

جام کچھ صہبائے عرفاں کے پلائے آپ نے
جن سے تھی میں بے خبر وہ گیت گائے آپ نے

آپ کی سجدہ گہِ اُلفت نبیؐ کا آستاں
اور اس در پر جہاں کے سر جھکائے آپ نے

روح اب میری نئے انوار کے ہالے میں ہے
یوں دِیئے عشقِ محمّدؐ کے جلائے آپ نے

حالتِ مُسلم پہ دل تڑپا تو آنکھیں تر ہُوئیں
ایسے کچھ منظر قصیدے میں دکھائے آپ نے

یہ مرا ذوقِ سخن سب آپ ہی کا فیض ہے
میرے دِل میں درد اَوروں کے جگائے آپ نے

ہے تمنّا آپ کے نقشِ قدم پر مَیں چلوں
مَیں بھی وہ نغمے سناؤں، جو سُنائے آپ نے

(سلمٰی رعنا)

اَدب کا بابِ رخشندہ

تُو اَدب کا بابِ رخشندہ قمر اجنالوی
فکر و فن کا تُو نمائندہ قمر اجنالوی

موجزن تیرے رگ و پے میں خودی کی روشنی
تجھ کو قدرت نے عطا کی آگہی کی روشنی

نثر بھی یکتا ہے تیری، نظم بھی ہے بے مثال
تجھ سے شہکارِ ادب ہوتے ہیں پیدا خال خال

ہے تجلّی کی حدوں میں تیرا تابندہ شعور
عزم کا، ہمّت کا مینارہ تری طبعِ غیور

مُلک کی تعمیر میں مصروف ہے تیرا قلم
نطق جب تیرا ملے تو سانس لیتی ہے ارم

چودھویں کے چاند کی مانند ہے تیرا ضمیر
تیرے لہجے کی حلاوت بے مثال و بے نظیر

ہیں تری روشن نگاہیں وقت کی رفتار پر
چاک کرتی ہے ستاروں کی قبا تیری نظر

تُو خیال و فکر کی مُنہ بولتی تصویر ہے
باعثِ تسکینِ جاں تیری قوی تحریر ہے

ہے ترے پیشِ نظر اقوامِ عالم کا سُدھار
تُو خزاں کے دَور کو کہتا نہیں دَورِ بہار

سرزمینِ پاک کی ممتاز شخصیت ہے تُو
عاجزی کے سائے میں رہتی ہے تیری گفتگو

تیرے کردار و عمل میں زندگی کا نُور ہے
سازِ مِلّت تیرے سوزِ نطق میں مستور ہے

تو ہزاروں سال اِس دھرتی کا باشندہ رہے
نام تیرا مُلک کی تاریخ میں زندہ رہے

(اقبال راہی)

جہانِ ادب

(حضرت قمرؔ اجنالوی صاحب کی خدمت میں)

تُو ماہتابِ نثر ہے، مہرِ سخن بھی ہے
یارانِ راہِ فن کے لیے میرِ فن بھی ہے

آہنگِ نَو کے تُو نے کھلائے ہیں وہ گلاب
باغِ ادب میں جن کا نہیں ہے کوئی جواب

تیرا ہر ایک شعر ادب کا جہان ہے
لفظوں کا اِنتخاب، سلیقے کی جان ہے

لہجے میں دلنوازئ نُدرت کا اہتمام
یکساں ہے سب کے دِل پہ موثر ترا کلام

تاریکیوں میں تُو ہے کرن آفتاب کی
خاموشیوں میں تُو ہے صدا انقلاب کی

اسلوب منفرد ہے جُدا تیری سوچ ہے
شعروں میں تیرے حُسن ہے، جدّت ہے لوچ ہے

تُو اُن کا ہمسفر ہے جو گنتی میں چند ہیں
لیکن مقامِ شعر و ادب میں بلند ہیں

ہونٹوں پہ تیرے نُورِ ثنائے رسُولؐ ہے
سُرمہ تری نظر کا مدینے کی دُھول ہے

(شریف شیوہ)

شاعرِ عہدِ مساوات قمر اجنالوی

کی خدمت میں

(قمر اجنالوی کے تاریخی قصیدہ "بنام خیرُالانامؐ" سے متاثر ہو کر)

○

شاعرِ عہدِ مساوات، بہ فیضِ افکار
شہرِ امروز میں تُو صُورتِ آئندہ ہے
مقتلِ زر میں بھی تُو نے لکھی تفسیرِ حیات
عظمتِ نوعِ بشر کا تُو نمائندہ ہے

تُو نے سرمایہ پرستی کے فسوں کو توڑا
اور افلاس کے ماروں کے ترانے لکھّے
غم زدہ چہروں پہ خُوشیوں کی شفق کھل جائے
تُو نے اس واسطے پُردرد فسانے لکھّے

وجہِ تخلیقِ دو عالمؐ کے درِ اقدس پر
تُو عقیدت کے گراں مایہ گُہر لایا ہے
مرگِ کردارِ مُسلماں پہ بہ شکلِ اشعار
دِل کو تھامے ہُوئے فریاد کناں آیا ہے

گردشِ شام و سحر سے مِلے انساں کو نجات
تیری خواہش کہ کہیں دَورِ سُکوں لَوٹ آئے
نظمِ تفریقِ زمانہ کا جنازہ نکلے
پرچمِ عدل و مساوات یہاں لہرائے

آپؐ نے امن و اخوّت کا جو پیغام دِیا
آدمی اس پہ عمل کر کے اماں پائے گا
شب پرستوں کے طلسمات کو غارت کر کے
قافلہ پیار کا تا باغِ سحر جائے گا

ساعتِ درد و الم بیت ہی جائے گی کبھی
سائے اس دَورِ ستم پیشہ کے ڈھل جائیں گے
اِک "محمدؐ سے وفا" کرنے کا موسم تو کھُلے
فکر و احساس کے معیار بدل جائیں گے

شاعرِ عہدِ مساوات! ترا جذبۂ خیر
ظلمتِ شب میں سحر خیز ضیائیں مانگے
روتی آنکھوں کے لیے نُورِ مسرّت ڈھونڈے
جلتے سینوں کے لیے ٹھنڈی ہوائیں مانگے

مَیں ترے نام سے منسوب کروں جہدِ بقا
تُو نے انسان کی عظمت کی گواہی دی ہے
ظُلم کے چہرے سے نوچی ہے لہو رنگ نقاب
اور مظلُوم کی حالت کی گواہی دی ہے

(جاذب سہیل)

محترم قمر اجنالوی کی نذر

(تیرے قلم کی جسارت کو عظمتوں کا سلام)

○

قدم قدم ہوں جہاں زندگی پہ تعزیریں
چھنک رہی ہوں مظالم کی سخت زنجیریں
تمام چہرے ہوں لب بستہ غم کی تصویریں
تو وقت، ایسے میں بے باکیوں کی جاگیریں

کسی بڑے ہی جیالے کے نام کرتا ہے
جو مسکرا کے اجل سے کلام کرتا ہے

بُجھا بُجھا ہو جہاں رُوئے صُبح آزادی
سِتم کے شعلوں میں جلتی ہو ہر حسین وادی
مثالِ شہرِ خموشاں ہو ساری آبادی
ہو گُنگ خوف سے جس دَم ہر ایک فریادی

تڑپ کے کوئی دلِ درد مند اُٹھتا ہے
عَلم سنبھالے کوئی حق پسند اُٹھتا ہے

وہ انقلاب کی زنجیرِ در ہِلاتا ہُوا
حوادثات کو زادِ سفر بناتا ہُوا
قدم قدم وہ شکستوں پہ مُسکراتا ہُوا
خزاں میں صُبحِ بہاراں کے گیت گاتا ہُوا

وہ زخم زخم دِلوں کو سُکون دیتا ہے
ہر ایک شاخِ گلستاں کو خُون دیتا ہے

دلِ اُمید میں شمعِ یقیں جلاتا بڑھے
سفر نصیب شدائد کی دُھوپ کھاتا بڑھے
غمِ زمانہ پہ ہر حال مُسکراتا بڑھے
جو پائے عزم پہ طوفاں کا سر جھکاتا بڑھے

اُداسیوں میں جواں زندگی کی ضَو جیسے
شبِ سیاہ پہ چھا جائے صُبحِ نَو جیسے

وہ حق پسند کہ دبکے نہ ڈر کے بات کرے
جو بے دھڑک سرِ مقتل سنْور کے بات کرے
قدم جبینِ حوادث پہ دھر کے بات کرے
اندھیری شب کے جگر میں اُتر کے بات کرے

جو رسمِ جہدِ مسلسل کو عام کرتے ہیں
انھیں حوادثِ عالم سلام کرتے ہیں

بغاوتوں کی تپش پیار کا گداز لیے
جگر میں ولولہ و عزمِ عہد ساز لیے
نظر میں عکسِ تمنّائے دِل نواز لیے
ہزار درد سمیٹے، ہزار راز لیے

قمر کی طرح جو ظلمت میں کام کرتے ہیں
اُنھیں اُبھرتے اُجالے سلام کرتے ہیں

ترے قلم کی جسارت کو عظمتوں کا سلام
ترے جمیل تخیّل کو رفعتوں کا سلام
ترے عزائمِ زندہ کو سطوتوں کا سلام
دلِ گداز کو ہر کام محنتوں کا سلام

چراغِ فکر ترا آندھیوں میں جلتا رہے
ہر ایک راہرو، اس روشنی میں چلتا رہے

رُکے نہ جھجکے کسی خوف سے قلم تیرا
اُداسیوں میں غنیمت ہے آج دَم تیرا
یہ کچھ قصیدہ نہیں میرے محترم تیرا
لیں احترام سے کیسے نہ نام ہم تیرا

وہ رُوحِ دہر میں جو حُرمتِ قلم جانے
نفس نفس ہیں نصیب اس کے کتنے غم جانے

ہماری سوچ کی پرواز عارض و لب تک
ہر اِک ادیب کا انداز ہے یہی اب تک
یہ زُلف و چشمِ غزالیں کی گفتگو کب تک
بدل نہ جائیں دماغ و دل و نظر جب تک

اِسی جنُوں سے نیا اہتمام کرنا ہے
درست بزمِ چمن کا نظام کرنا ہے

ہر ایک رُوح کی بیماریوں کے لمحوں تک
ہر ایک فکر کی بیداریوں کے لمحوں تک
ہر ایک ذہن کی تیاریوں کے لمحوں تک
ستم کے قصر کی مسماریوں کے لمحوں تک

یہ جرأتوں کے ترانے تمہی کو گانے ہیں
یہ ولولوں کے گجر صُبح تک بجانے ہیں

تمام عالمِ انسانیت پریشاں ہے
نگارِ امن و سُکوں مُدّتوں سے حیراں ہے
ہر ایک رَہروِ راہِ حیات بے جاں ہے
سیاہ رات اُجالوں پہ کب سے خنداں ہے

بُجھی بُجھی سی تمنّاؤں کو اُجالنا ہے
شبِ سیاہ کو صُبحِ حسیں میں ڈھالنا ہے

لپک رہی ہیں گلستاں پہ بجلیاں کب سے
لرز رہی ہیں نشیمن کی تیلیاں کب سے
سلگ رہی ہے ہر اک شاخِ آشیاں کب سے
ریاضِ دہر کی تقدیر ہے خزاں کب سے

سُلگتی شاخ کو تازہ گلاب دینا ہے
غرور و جَورِ خزاں کا جواب دینا ہے

(سکندر سہراب ایم۔اے)

سرگودھا میں باوقار تقریب

(رپورٹ — پروفیسر ہارون رشید تبسم ایم اے)

اردو کے ممتاز شاعر، ادیب اور صحافی قمر اجنالوی کے نعتیہ قصیدہ "بنام خیر الانام" نے بڑی تیز رفتاری سے ادبی حلقوں میں بڑی شہرت حاصل کر لی ہے۔ درحقیقت اس قصیدہ کی مقبولیت کی وجہ اس کی جامعیت ہے۔

قصیدہ مذکور کی تعارفی تقریب شاہینوں کے شہر سرگودھا میں منعقد ہوئی۔ دو سال پیشتر لاہور میں اِس فقید المثال قصیدہ کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان تقریب ہوئی تھی۔ جس میں اُردو کے مشہور شعراء و ادباء نے اسے حالی اور اقبال کے بعد اُردو کی ایک بہترین منظوم قرار دیا تھا۔ ہمارے لیے یہ امر باعثِ سعادت ہے۔ اِس قصیدے سے متعلق یہاں کی فعّال ادبی تنظیم انجمن ترقی اُردو سرگودھا نے پاکستان نیشنل سنٹر میں تقریب کا اہتمام کیا۔ ادیبوں، شاعروں، معززین شہری، طلباء اور سرکاری و غیر سرکاری حکام کی ایک بڑی تعداد نیشنل سنٹر میں جمع ہوئی۔ انجمن ترقی اُردو نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق وقت کی پابندی کو ملحوظِ خاطر رکھا۔

اسسٹنٹ کمشنر سرگودھا حاجی اکرم خالد نے تقریب کی صدارت کی جب کہ مہمانِ خصوصی کی نشست پر برّصغیر کے ممتاز شاعر جناب قتیل شفائی جلوہ افروز تھے۔ جناب قمر اجنالوی ایڈیٹر روزنامہ "مغربی پاکستان" لاہور صاحبِ تقریب کی حیثیت سے کرسئ اعزاز پر تشریف فرما تھے — سٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم روداد نے انجام دیئے۔ حافظ عبدالرحمان نے تلاوت قرآن پاک سے

اِس پاکیزہ محفل کا آغاز کیا۔ جناب منظور احمد آفاقی نے آیات کا ترجمہ اشعار میں پیش کیا۔ جناب بن یا مین نے حمد پڑھی اور جناب ظہور احمد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے۔

انجمن ترقی اُردو کے صدر حضرت مولانا اخگر سرحدی نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے اُردو شاعری میں نعت گوئی کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا "آج عالمِ اسلام جن مسائل سے دوچار ہے اُن کا حال آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے۔"

راقم نے کہا " قمر اجنالوی نے مذکورہ قصیدہ میں عظمتِ رفتہ کو آواز دی ہے۔ مسلمانوں کے شاندار ماضی کا حال سے تقابلی مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے جدید مسلم قومیت کو بڑے انوکھے پیرائے میں جھنجھوڑا ہے۔ یہ قصیدہ اکابرینِ اسلام کی ڈائریکٹری اور اسلامی دنیا کا پینورامہ ہے۔"

ماہانہ بزمِ مشاعرہ کے صدر، پروفیسر شیخ محمد اقبال نے نعتیہ قصیدہ کے بارے میں مختلف اشعار کے حوالے سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

" جناب قمر اجنالوی نے اُمتِ مسلمہ کی حالتِ زار کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ قابلِ ستائش ہے موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ، اُنؐ کی صفات، اُن کے کمالات کے علاوہ پوری اُمتِ مسلمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عدالت میں لاکھڑا کیا ہے۔"

معروف صحافی جناب انوار قمر نے کہا " نعتیہ شاعری اُردو ادب کا گراں قدر سرمایہ ہے ــ اور قمر اجنالوی نے صنفِ نعت میں مزید اضافہ کیا ہے۔ آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی کے حوالے سے اِس قصیدہ کے ننانوے بند مسلم بے حسی کا ماتم کرتے نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کی پُر آشوب حالت میں قمر اجنالوی آنحضرتؐ کے دامنِ رحمت سے پُر اُمید ہیں کہ ایک دن روشنی ضرور پھیلے گی۔ اُن کے بقول یہ قصیدہ اُردو شاعری میں ایک مینارِ نُور کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں شاعر نے حالیؔ اور اقبالؔ کے کرب کو بھی اپنے کرب میں شامل کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُمتِ کا دُکھ بھرا احوال سُنایا اور اپنی قادر الکلامی کے ساتھ قرآن و حدیث، تاریخ اور تصوّف و معرفت کے حوالے سے

تابناک ماضی کا نقشہ کھینچا اور حال کی بدحالی کا ذکر پوری دردمندی کے ساتھ کیا ہے۔" بنام خیر الانامؐ" اُردو کے نعتیہ قصائد میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے اور آنے والی نسلیں اس سے ضرور روشنی حاصل کریں گی۔"

جناب عثمان عرفانی نے قمر اجنالوی صاحب کی شخصی عظمت اور ادبی رفعت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" قمر اجنالوی منفرد ناول نگار اور عظیم اُردو شاعر ہیں جو ترقی پسند ہونے کے ساتھ ساتھ مذہب سے پوری طرح وابستہ ہیں۔ چنانچہ قصیدہ اُن کے عشقِ رسولؐ کا آئینہ دار ہے۔"

ڈاکٹر خورشید رضوی نے کہا" قمر اجنالوی کے اس قصیدہ میں پوری طرح اسلامی تاریخ جلوہ گر نظر آتی ہے۔ ہر مصرعہ کے پس منظر میں تاریخی جھلکیاں ہیں۔ اِس قصیدہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قمر اجنالوی کا علم بہت وسیع ہے۔ وہ قادر الکلام شاعر ہیں۔ حالی کی طرح اُمتِ مسلمہ کو بیدار کرنے کا یہ منفرد انداز ہے۔ اِس قصیدہ نے ادب میں ایک نئے رنگ کا اضافہ کیا ہے۔"

معروف ماہرِ تعلیم پروفیسر غلام جیلانی اصغر نے کہا" قمر اجنالوی دردِ دل رکھتے ہیں۔ انھوں نے عالمِ اسلام کے درد کو آنحضرتؐ کی بارگاہ میں جس انداز سے پیش کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ ان کی زبان میں وسعت اور خیالات میں گہرائی ہے۔ اُن کا مطالعہ عمیق اور جذبات میں حدّت ہے۔ یہ قصیدہ مسلمانوں کے ماضی، حال اور مستقبل کی تصویر ہے۔ انھوں نے ایک ترقی پسند شاعر کی طرف سے ایسے قصیدے پر بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا جس میں عشقِ رسولؐ کے حوالہ سے اُمتِ مسلمہ کا بھرپور محاکمہ کیا گیا ہے۔"

برِصغیر کے ممتاز شاعر جناب قتیل شفائی نے کہا" مَیں اس قصیدہ سے بہت متاثر ہوں۔ جناب قمر اجنالوی کی کاوش قابلِ ستائش ہے کہ جو کام ہم نہ کر سکے وہ قمر صاحب نے کیا اُن کے خیالات پُرکشش ہیں اور مَیں انھیں تہِ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں"۔ انھوں نے کہا" ترقی پسند لوگوں پر یہ الزام لگایا جاتا رہا ہے کہ وہ مذہب سے بیگانہ ہیں۔ یہ بات سراسر غلط اور مفروضہ ہے۔ قمر اجنالوی کا یہ نعتیہ

قصیدہ مذہب سے وابستگی اور عقیدت کا مظہر ہے۔ قتیل شفائی نے نعتِ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی پیش کی۔

صاحبِ تقریب جناب قمر اجنالوی نے منتظمینِ تقریب کا شکریہ ادا کیا اور قصیدہ "بنام خیرالانام" کے ۹۹ بند پیش کیے۔ سامعین نے بڑی عقیدت اور دلجمعی کے ساتھ نعتیہ قصیدہ سماعت کیا اور دادِ تحسین پیش کی۔ اجنالوی صاحب کا انداز ہی اتنا مؤثر تھا کہ مکرر مکرر کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں جس کی وجہ سے کئی بند بار بار پڑھنے پڑے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بابرکت تقریب میں آپ کو شریک کیا جائے۔ قصیدہ "بنام خیرالانام" کے دو بند ملاحظہ کریں ؎

مدارج اُنؐ کے بلند سب سے
بیانِ لُطف و کرم سے پہلے
قلم کو زمزم سے صاف کر کے
ذرا محمّدؐ کا نام لکھو
قمر نبیؐ کو پیام لکھو

عجم کے مولا، عرب کے والی
مثالِ خورشید، نامِ عالی
ہیں آپؐ کے در کے ہم سوالی
ہیں آپؐ رحمت تمام لکھو
قمر نبیؐ کو پیام لکھو

حضورؐ! چشمِ کرم ہو ہم پر!
نگاہِ لُطفِ حرم ہو ہم پر
نہ اور کوئی سِتم ہو ہم پر

یہ التجا اُنؐ کے نام لکھو

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

تقریب کے صدر حاجی اکرم خالد صاحب نے صدارتی کلمات میں کہا کہ حضورؐ کا ذکر سُننا روحانی غذا ہے۔ ہمیں حضورؐ کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیئے اور دوسروں تک حضورؐ کے احکامات پہنچانے چاہئیں شاعری اظہارِ خیال کا موزوں ترین ذریعہ ہے۔"

تقریب میں موجود شعرائے کرام کریم بخش مضطرؔ، اقبال منظرؔ، کامران رشید، ممتاز عارف، ہارون الرشید تبسم، مہدی مدنی، آس لکھنوی، منیب خالد، میاں اکرم بھٹی، شبلی پانی پتی، منظور آفاقی، میجر ملک خضر حیات اعوان، بدرالدین بدر، فقیر محمد صوفی، شاکر نظامی، اسلم خاں بلوچ، شیخ محمد اقبال، ظہیرالدین ظہیرؔ، مسعود مختار، بشیر احمد ادیب، اجمل ہاشمی، پرویز بزمی، الحاج میاں محمد انور، خورشید رضوی، رشک ترابی، غلام جیلانی اصغر اور مولانا اخگر سرحدی نے قمر اجنالوی کے اس نعتیہ قصیدہ کو بہت پسند کیا اور اُنھیں دلی مبارکباد دی۔

ڈاکٹر قاضی ایم محی الدین ایڈووکیٹ نے مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

جنابِ انوار قمر میگزین ایڈیٹر "مغربی پاکستان"، لاہور

ایک بے مثال قصیدہ

نعت گوئی فنی نقطۂ نظر سے اگرچہ کوئی مشکل صنفِ سخن محسوس نہ ہو تاہم اتنی بات طے شدہ ہے کہ نعتِ رسولؐ وہی شخص کہہ سکتا ہے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرم خاص ہو ورنہ

ع نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

نعت گوئی کا انحصار اگر محض فنی ارتقا اور شعر گوئی کی صلاحیت پر ہوتا تو مرزا غالب جیسے قادر الکلام شاعر کی ساری شاعری میں محض چند نعتیں نہ پائی جاتیں اور انھیں بھی یہ نہ کہنا پڑتا ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

نعتیہ قصیدہ کا معاملہ انتہائی نازک ہے۔ محبت کے مضامین کو اس طرح ادا کرنا کہ ادب کا بہترین قرینہ موجود رہے، عقیدے کی شیفتگی برقرار رہے مگر دیوانگی کی شکل اختیار نہ کرے۔ اس کے ہر شعر میں نعت کا ایسا قرینہ موجود ہونا چاہیئے کہ وہ عام مضامین سے متمیز ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کام اتنا آسان نہیں۔ اس کے لیے محض قادر الکلامی ہی نہیں مزاج کے داخلی رکھ رکھاؤ اور دل و دماغ کی بیداری بھی درکار ہے۔

قصیدہ گوئی رسولِ کریمؐ سے گذارشِ احوالِ واقعی کا بھی ذریعہ ہے، جس سے معمولی غلام، آقائے دوجہاںؐ کی کائناتِ کرم سے دامن بھرنے کے لیے اپنا رُخ متعین کرتے ہیں۔ یہ فن خوش نصیبی

خوش بختی ہی کا مظہر نہیں بلکہ خوشحالی کی علامت بھی ہے۔ نعت کہنے اور نعت لکھنے والا انسان خوش قسمت ترین شخص ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اُسے یا اس کے لواحقین کو اس حقیقت کا شعور نہ ہو سکے۔

نعتیہ قصائد کا احوال ہو تو حضرت امام شرف الدین بُصیری کا قصیدہ فوراً ذہن میں آجاتا ہے۔ وہ فن قصیدہ گوئی میں یکتا تھے۔ کوئی بھی اِس فن میں اُن کے ہم پلہ نہ تھا۔ انھوں نے یوں تو بہت سے قصائد لکھے۔ لیکن قصیدۂ بُردہ" ان میں سب سے زیادہ مشہور ہُوا۔ امام بُصیری نے اسی قصیدے کے ذریعے شہرتِ دوام حاصل کی۔ آپ خود لکھتے ہیں کہ :

" مَیں نے رسولِ اکرم حضرت محمدؐ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے ہیں۔ جن میں بعض یعقوب بن زُہیر کی درخواست پر تصنیف ہوئے۔ بعد ازاں ایسا اتفاق ہُوا کہ مَیں فالج کے مرض میں گرفتار ہو گیا۔ اطبّاء نے معالجے میں بہتیری تدبیریں کیں۔ مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکی جی میں آیا کہ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدح میں ایک اور قصیدہ لکھوں۔ چنانچہ بیماری ہی میں یہ قصیدہ تیار کیا اور حضورؐ کے وسیلے سے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اور سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آقائے نامدار حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنا دستِ مبارک میرے مفلوج حصّے پر پھیر رہے ہیں۔ پھر آپؐ نے مجھے اپنی چادرِ مبارک عطا فرمائی۔ آنکھ کھُلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ بالکل صحیح و تندرست اور چاق و چوبند ہوں۔

مَیں نے اِس قصیدے کا ذکر کسی سے نہیں کیا مگر صبح اُٹھ کر گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا "وہ قصیدہ مجھے عنایت فرما دیجئے جو آپ نے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدح میں لکھا تھا۔" مَیں نے جواب دیا کہ مَیں نے رسولِ اکرمؐ کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے ہیں۔ آپ کون سا قصیدہ طلب فرماتے ہیں۔ انھوں نے کہا جو تم نے حالتِ مرض میں لکھا۔ ساتھ ہی اس درویش نے یہ بھی کہا " خدا کی قسم رات ہی مَیں نے یہ قصیدہ دربارِ نبویؐ میں سُنا ہے۔ جب یہ پڑھا جا رہا تھا تو حضور پاکؐ اس کو سُن کر یُوں جھوم رہے تھے جیسے بادِ نسیم کے جھونکوں سے پھلدار درخت کی شاخیں جھُوما کرتی ہیں۔ حضورِ اکرمؐ نے اسے پسند فرمایا اور پڑھنے والے کو اپنی چادرِ مبارک عطا فرمائی۔"

یہ سُن کر مَیں نے اُس درویش کو یہ قصیدہ دے دیا۔ اُس نے لوگوں سے اس کا ذکر کیا یہاں تک کہ مصر کے وزیر بہاؤالدین علی المعروف ابنِ انا نصری کو اس کی خبر لگی۔ اس نے میری طرف پیغام بھیجا، قصیدہ منگوایا اور قسم کھائی کہ مَیں اسے پا برہنہ کھڑا ہو کر سُنا کروں گا۔ چنانچہ وزیر موصوف اور اس کے گھر والے اسے بڑی رغبت اور محبّت سے سُنا کرتے تھے۔ اس کے بعد جب سعدالدّین فاروقی، جو فصیح و بلیغ شاعر تھا اندھا ہو گیا تو اُس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے کہہ رہا تھا "تم وزیر بہاؤالدّین کے پاس جاؤ اور اُس سے بُردہ لے کر اپنی آنکھوں پر رکھو خدا کے فضل سے تم کو آرام آجائے گا۔" چنانچہ وہ وزیر کے پاس آیا اور اس سے اپنا خواب بیان کیا۔ وزیر نے جواب دیا کہ میرے پاس بُردہ (یعنی چادر) تو نہیں ہے۔ پھر کچھ دیر سوچ کر کہا شاید اس سے مُراد امام بُصیریؒ کا قصیدہ ہے اور صندوق سے نکال کر اُس کے حوالے کر دیا۔ سعدالدّین نے اسے آنکھوں پر رکھا ہی تھا کہ اس کی بینائی لوٹ آئی۔"

آنحضرت صلی اللہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں کعب بن زُہیر نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جو آج تک قصیدہ بانت سعاد کے نام سے مشہور ہے۔ اِس قصیدے کی وجہ تسمیہ بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔ جب نبی اکرمؐ نے دعویٰ نبوّت فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کراتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کی تبلیغ کی تو اسلام قبول کرنے والوں میں کعب کا بھائی ابنِ زُہیر بھی شامل تھا۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرّف ہُوا تو کعب کو بے حد غصّہ آیا۔ خاندانی روایات سے بھائی کی یہ بغاوت اسے گوارا نہ تھی چنانچہ اُسے اسلام سے منحرف کرنے کے لیے کعب نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اُس نے آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ کی ہجو کہنا شروع کر دی۔ نیز اسلام دشمن قبائل کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ جس پر ایک روایت کے مطابق آپؐ نے اس کا قتل جائز قرار دے دیا۔ کعب اپنی جان بچا کر بھاگا اور اِدھر اُدھر قبائل میں پناہ لینے کے لیے پھرتا رہا۔ لیکن اُسے کسی قبیلے نے پناہ نہ دی اور لوگوں نے یہ افواہ پھیلادی کہ اسے یقیناً قتل کر دیا جائے گا۔ جب کعب پر زمین تنگ ہو گئی تو وہ مدینے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں پیش ہُوا اور ان کے ذریعے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی چاہی۔ چنانچہ وہ اسے لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کعب نے آپؐ کی پناہ لی اور ایمان لے آیا۔ پھر اُس نے یہ قصیدہ آپؐ کی مدح میں پڑھا۔ قصیدہ سُن کر نبی اکرمؐ نے اسے اپنی چادر بطور خلعت عطا فرمائی۔ یہ وہی چادر تھی جسے امیر معاویہؓ نے کعب کے گھر والوں سے بیس ہزار درہم میں خریدا۔ پھر خلیفہ منصور عباسی کے ہاتھوں چالیس ہزار درہم میں فروخت ہوئی۔

اُردو میں نعتیں تو اکثر شعرائے کرام نے کہی ہیں اور بعض واقعی ان کی قلبی وارفتگی اور عشقِ رسولؐ کا نقشہ و مضمون بھی پیش کرتی ہیں کیونکہ اُردو میں حمد، نعت، منقبت وغیرہ باقاعدہ اصنافِ سخن میں شمار ہوتی ہیں اور ہمارے شاعروں کا طرّہ امتیاز یہی رہا ہے کہ ؎

مری انتہائے نگارش یہی ہے

ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

تاہم اُردو ادب میں نعتیہ قصائد کم لکھے گئے ہیں جن کا تفصیلی ذکر یہاں ممکن نہیں۔ اِس ضمن میں جناب محسن کاکوروی کی حسین کاوش کافی مشہور ہے جس کا آغاز اس مصرع سے ہوتا ہے ع

سمت متھرا سے چلا جانبِ کاشی بادل

محسن کاکوروی کے بعد مولانا الطاف حسین حالی کی مسدّس اگرچہ اُمتِ مرحومہ کا ایک دلگداز مرثیہ سمجھی جاتی ہے لیکن اسی مسدس میں حالی نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مخاطب ہو کر جس رقّتِ قلب کے ساتھ اُمت کا احوال سُنایا ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسلؐ وقتِ دُعا ہے

اُمت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

وہ دیں جو بڑی دھوم سے نکلا تھا وطن سے

پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

چاؤش تھے للکارتے جن رہگزروں میں

دن رات وہاں اب تو فقیروں کی صدا ہے

اِسی حوالے سے مولانا حالی کی مسدّس کو مرثیہ یا قصیدہ کی صنف میں جگہ دی جاتی ہے کہ اس میں اُمّت کی ابتری کا ماتم بھی ہے اور گذارشِ احوال واقعی کا ایک مؤثر انداز بھی۔

مولانا حاؔلی کے بعد حضرت علاّمہ اقباؔلؒ کا نام ان شعراء میں سرِفہرست نظر آتا ہے جنھوں نے اُمّتِ مُسلمہ کے زوال و انحطاط پر خُون کے آنسو بہائے۔ چنانچہ علاّمہ کا "شکوہ" اور "جواب شکوہ" پڑھنے کے بعد ان کیفیات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جو اُن کے دل پر گزر گئیں۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ علاّمہ اقبالؒ نے اپنی بیماری کے ایّام میں سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں نعت یا قصیدہ کے حوالے سے جو گذارشات پیش کیں وہ نہ صرف فن وشعروادب میں انتہائی بلند مقام رکھتی ہیں بلکہ عقیدت کی اس معراج پر بھی فائز ہیں جہاں شاعر واقعتاً خود کو حضورؐ کے دربار میں محسوس کرتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ علاّمہ اقبالؒ "شکوہ جواب شکوہ" میں اُمّتِ مرحومہ کا جو نقشہ بیان کر گئے وہ اُردو شاعری میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔

اُمّت کے احوال پر جو مرثیے یا قصائد لکھے گئے ہیں ان میں ہمارے ممدوح جناب قمؔر اجنالوی کا بھی ایک قصیدہ "بنامِ خیرالانامؐ" اپنی قادرالکلامی اور اثر آفرینی کے اعتبار سے اُن منظومات میں شمار ہوتا ہے جو پڑھنے اور سُننے والوں کے دلوں پر رِقّت طاری کر دیتی ہیں اور جن کے آئینے میں ہمیں مسلمانوں کے عروج وزوال کے دلگداز مناظر نظر آتے ہیں۔

جنابِ قمؔر کو یہ بھی احساس ہے کہ اُن سے قبل مولانا حاؔلی اور اقبالؒ جیسے عظیم شاعر اُمّت کے حالِ زار پر آنسو بہا چکے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں ؎

زوالِ اُمّت پہ روئے حاؔلی

کہ میکدے تھے حرم کے خالی

فغانِ اقباؔل تھی نرالی

تڑپ اُٹھا مُرغ بام لکھو
قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

انھوں نے اپنے کرب میں حالؔی اور اقبالؔ کے کرب کو بھی شامل کیا ہے اور ایسے انوکھے انداز میں ہادیٔ اِسلام صلّی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی اُمّت کا احوال سُنایا ہے کہ پڑھنے سُننے والے تڑپ اُٹھتے ہیں، جب وہ حضورؐ کو زوالِ اُمّت کی داستان سُناتے ہُوئے اِس مقام پر پہنچتے ہیں کہ ؎

چڑھی ہیں غفلت کی وہ شرابیں
نکل گئیں پاؤں سے رکابیں
گری لگامیں، کٹی طنابیں
لُٹے ہُوئے ہیں خیام لکھو
قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو!

جہاں کی شاخِ مُراد ٹوٹی
عجم کی شانِ سواد ٹوٹی
عرب کی تیغِ جہاد ٹوٹی
پڑی ہے خالی نیام لکھو
قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

تو اِس حالتِ زار پر سُننے والوں کی آنکھیں غم کے آنسو بہانے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

ہماری ناقص رائے میں قمرؔ اجنالوی کا قصیدہ" بنامِ خیرالانامؐ " نہ صرف عشقِ نبویؐ سے معمور اور بھرپور ہے بلکہ اس میں چودہ سو سال کی تاریخ اس خوب صورتی کے ساتھ سمو دی گئی ہے کہ کہیں شاعر ہمیں ہمارے شاندار اور تابناک ماضی کی جھلکیاں دکھاتا ہے تو کہیں زوال کے اسباب بیان کرتا ہے۔ کہیں وہ صحابہ کرام رضؓ، بزرگانِ دین، مُتبحّر عُلما، صوفیائے کرام اور مجاہدینِ اسلام کے کارنامے گنواتا ہے تو کہیں مختلف علوم سے بے پروائی کے نتائج سے خبردار کرتا ہے۔ شاعر اِس قصیدے میں انسانیت

کی بے بسی اور اُمّتِ مُسلمہ کی پریشان حالی پر بے حد افسردہ اور آزردہ خاطر دکھائی دیتا ہے۔

قمراجنالوی محض ایک شاعر، ادیب اور صحافی نہیں بلکہ مختلف علوم کا گہرا مطالعہ بھی رکھتے ہیں۔ جن سے ان کے فکر کی گہرائی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اِس قصیدے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ شاعر نے مکمل فنی لوازمات کے ساتھ ساتھ قرآن، حدیث، تاریخ اور دیگر علوم سے استفادہ کرتے ہوئے قرآنی آیات، احادیث، تاریخی حالات و واقعات کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ قلم بند کر دیا ہے۔ انھوں نے صحابہ کرام رضؓ اور مشاہیر اسلام سے وابستہ نسبتیں کہیں ایک بند میں، کہیں ایک مصرع میں اور کہیں محض ایک ٹکڑے میں بیان کر کے اپنی علمی وسعت کے ساتھ فنی قادر الکلامی کا بھی بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ نئی تشبیہات و تلمیحات، استعارے اور اشارے اس قصیدہ میں فنی حسن پیدا کرتے چلے گئے ہیں۔ اِس ضمن میں یہ بند بطورِ خاص ملاحظہ فرمائیے ؎

کہاں ہے اب وہ گلیمِ بُوذر رضؓ
وہ تیرِ طلحہ رضؓ وہ تیغِ جعفر رضؓ
کمانِ حمزہ رضؓ، نشانِ حیدر رضؓ

سنانِ ابنِ عوام رضؓ لکھو
قمرؔ نبی ﷺ کو پیام لکھو

غرض قمراجنالوی کا قصیدہ "بنام خیر الانام ﷺ" نہ صرف علمی وسعت، جذبات آفرینی اور دردمندی کا بہترین اظہار ہے بلکہ فنی اعتبار سے بھی اُردو شاعری میں ایک بلند مقام کا حامل ہے جس سے آنے والی نسلیں یقیناً استفادہ کریں گی۔

خواجہ غلام جیلانی باصر

شاعرانہ کمالات کا شاہکار

(ایسا نعتیہ قصیدہ آج تک سُنا نہ پڑھا)

صاحبِ صدر جلسہ و معزز سامعین!

مَیں قمر اجنالوی صاحب کی شاعری پر اور اُن کی افسانہ نگاری پر اور ان کی تمام اصنافِ سخن پر تبصرہ کرنا چاہتا ہوں، جو حاضرِ خدمت ہے

قمر آجنالوی قادر الکلام شاعر ہیں اور شعری ادب میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ انھیں غزل، نظم اور تمام شعری اصناف پر پوری دسترس حاصل ہے۔ ان کے اندازِ فکر، اندازِ نگارش اور طرزِ بیان میں دلکشی کی تمام خصوصیتیں موجود ہیں اور مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہُوں کہ ان کا کلام عصرِ حاضر کی بدلتی ہُوئی اقدار، بدلتے ہُوئے محرکات اور تقاضوں سے مکمّل طور پر ہم آہنگ ہے اور یہ نعتیہ کلام جو آپ سُنیں گے اُن کے شاعرانہ کمالات کا شاہکار ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اُنھوں نے براہِ راست خطاب کر کے اپنے سوزِ دل کا فانوس روشن کیا ہے۔ بعد میں انھوں نے گریز کرتے ہُوئے اسے نعت کا جامہ پہنا دیا ہے۔

یہ ایک بلند پایہ اور تمثیلی نعت ہے۔ آپ کو اس کے ہر شعر میں رمز و ایما، مجاز و استعارہ اور تشبیہ کی بے شمار خوبیاں نظر آئیں گی۔ پُوری نعت ادبی لطافتوں کا نمونہ ہے۔ ان کے کلام میں پختگی، روانی اور سوز و گداز پایا جاتا ہے۔ یہ نعت اوّل سے آخر تک رجائیت کی رُوح سے معمور ہے اور سُننے والے کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ مَیں اشرف المخلوقات ہُوں۔ میری ترقی کی کوئی حد نہیں اور اگر مَیں قرآنی احکام پر عمل پیرا ہو جاؤں تو نہ صرف دُنیا کی تمام قوتوں پر غالب آسکوں گا بلکہ اقلیمِ زمان و مکان کی حکمرانی میرا مقدر بن سکتی ہے۔

نعت میں غضب کی جاذبیت اور دلکشی پائی جاتی ہے ۔ قمر اجنالوی کہتے ہیں کہ اس کی بدولت اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جمیلہ پیدا کر کے انسان کو جہادِ فی سبیل اللہ کو مقصدِ حیات بنانا چاہیے۔ انھوں نے مسلمانوں کی زبوں حالی پر خون کے آنسو بہائے ہیں اور عصرِ حاضر میں مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت ایسے دل نشیں پیرائے میں بیان کی ہے کہ سامع علم بھی رنج وغم کی فنّی تصویر بن جائیں۔

نعت میں لطیف اور نادر استعارات موجود ہیں اور انھوں نے اپنے موضوع کو ایسے سوز و گداز سے پیش کیا ہے کہ اس کی مثال سامع علم کو بہت کم شاعروں میں مل سکے گی ۔ حکایت و حیات کے متعلق مبصّرانہ انداز میں جس طرح نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خطاب کرنے کی نعمت حالؔی اور اقبالؔ کے بعد قمؔر اجنالوی کے حِصّے میں آئی ، اُس کا کوئی شریک وسہیم نہیں ۔ شاعر کا سر فرطِ جذبات اور احترام سے حضورؐ کے سامنے جُھک گیا ہے اور حضورؐ کے ابرِ فیوض و برکات کو اپنے دامن میں سمیٹنا چاہتا ہے۔ قمؔر اجنالوی کہتے ہیں کہ اگر مسلمان قرآن کے اصول کو اپنالیں تو عظمتِ رفتہ کی متاعِ گُم گشتہ حاصل کر سکتے ہیں اور کوئی قہرمانی طاقت مسلمانوں کی طرف مَیلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتی ۔ وہ تحت الثریٰ سے اَوجِ ثریّا تک پہنچ سکتے ہیں اور دُنیا کا اعلیٰ منصب اور قیادت سنبھال سکتے ہیں۔

اُنھوں نے نعتیہ قصیدے میں اُمّتِ مسلمہ کی تیرہ سو سال کی تاریخ نہایت جامعیت اور وضاحت کے ساتھ بیان کی ہے گویا دریا کو کُوزے میں بند کر دیا ہے ۔ پھر یہ خصوصیت بھی قابلِ تحسین ہے کہ حضور کے ننانوے (۹۹) اسمائے گرامی ہیں اور شاعر نے ننانوے اشعار میں حضورؐ کی صفاتِ حسنہ بیان کر کے سامعین کے دل میں روح پرور یاد تازہ کر دی ہے ۔ بہر حال وہ معانی کے گہرے سمندر سے تابدار موتی نکال کر لائے ہیں۔

مَیں آخر میں قمؔر اجنالوی کی مختصر تاریخِ حیات عرض کرنا چاہتا ہُوں ۔ وہ ایک نامور صحافی اور شاعر ہیں ۔ متعدد ادبی اور تاریخی تصانیف کے علاوہ کئی کامیاب فلمیں بھی لکھ چُکے ہیں ۔ ناول نویس بھی ہیں ۔ وہ ایک مخصوص طرزِ تحریر کے بانی بھی ہیں اور یہ نعت اُن کی معجز نگاری کا آئینہ ہے جس میں قافیہ اور ردیف کا حسین امتزاج جھلکتا ہے ۔ حضورؐ کی ذاتِ ستودہ صفات سے اُنھیں جو عشق ہے ، وہ ان کے اس نعتیہ قصیدے

کی جان ہے اور اس میں حضورؐ کا سراپا ڈھلتا چلا گیا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اُن کے کلام میں سیاق زبان، وسعتِ بُوقلمونی، محبت وعقیدت کے جذبات کی فراوانی اور زورِ بیان پایا جاتا ہے۔ یہ نعت ہمارے نعتیہ سرمائے میں قابلِ قدر اضافہ ہے اور موجودہ ڈگر سے ہٹ کر لکھی گئی ہے جس میں فرسودگی کا شائبہ تک نہیں۔ مَیں نے ایسا قصیدۂ نعتیہ آج تک سُنا اور نہ پڑھا۔ اس قصیدے نے میرے دل پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ یہ ہے مختصر جائزہ اس قصیدۂ نعتیہ اور قمر اجنالوی کی شاعری کا۔ اب سامعین میرے تجزیے کو سامنے رکھ کر خود فیصلہ کریں۔

ہیرلڈلیم کے بعد

تاریخ کے سب سے بڑے مصنف

قمر اجنالوی

○

فلائیبر کے "سلامبو" کے بعد

سب سے عظیم ناول

"چاہِ بابل"

جو تاریخ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر لکھا گیا

○

ناشر

مکتبہ القریش چوک اردو بازار لاہور

(زیرِ طبع)

آلِ تیمور کی تباہی و بربادی کی ہولناک سرگزشت

تیموری مغلوں کا پینورامہ
جناب قمر اجنالوی پیش کرتے ہیں۔

لال قلعے میں مغلوں کے شب و روز، مغلانیوں کے رسم و رواج، گنگا جمنی تہذیب، کمپنی سرکار کے خلاف بغاوت اور سقوطِ دہلی کی دل ہلا دینے والی رُوداد۔

مکتبۃ القریش چوک اردو بازار، لاہور

"بنامِ خیرالانام"

کے مُصنّف

جنابِ قمرؔ اجنالوی